Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ نور السموت والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا

مصباح

احمدی خواتین کا
مذہبی علمی اور ادبی
ماہوار رسالہ

قادیان دارالامان سے ہر مہینہ کی ۱۵ پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۴ ایڈیٹر نمبر ۵

محمد یعقوب مولوی فاضل

چندہ سالانہ دو روپے بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹ء

عقیدت کے چند پھول

اپنے امام کے قدموں میں

مبارک ہو تجھے اے مصلح موعودِ ربّانی
کہ تیرے سر پہ حق نے خود رکھا ہے تاج سُلطانی

زمیں والے اِدھر صدقے فلک والے اُدھر قرباں
فدا تجھپر ہوئی جاتی ہے ساری نوعِ انسانی

ترقی تجھ سے وابستہ ہے شانِ احمدیّت کی
مقدّر میں ہے تیرے عزّ و عظمت کی فراوانی

لگے ہیں پھول و پھل بُستانِ احمدؑ میں ترے دم سے
چلی بادِ بہاری ۔ مٹ گئی دل کی پریشانی

خدا نے ہر قدم پر تجھکو ایسی کامرانی دی
کہ ہے اب ضو فشاں ہر سُو جہاں میں نورِ یزدانی

گنہگارِ محبت ہوں ، نگاہِ لطف ہو آقا
دُعاؤں سے بنا دے تو مجھے خاکی سے نورانی

بادِ صرصر کو جو شرمادے تری رفتار ہو

خدمتِ دیں کی تڑپ پھر قلب میں یکبار ہو
عشق کہتے ہیں جسے مجھ کو وُہی آزار ہو

دین کے کاموں میں ایسی سُست گامی حیف ہے!
بادِ صرصر کو جو شرمادے تری رفتار ہو

ہے اندھیری کفر کی شب ہر طرف رکھّو نگاہ
"قصرِ دینِ مصطفےٰؐ کے تم تو چوکیدار ہو"

کفر کا ابرِ سیہ پھٹ جائے تو سارا جہاں
مہرِ احمدؑ کی چمک سے مطلعِ انوار ہو

لُٹ گئی پیری کے ہاتھوں جب جوانی یُوں کہا
ہم چلے اب نقدِ جاں کے تم ہی ذمّہ دار ہو

فرش کانٹوں کا بچھا ہو راہ میں صیاد کی
بلبلِ شیریں نوا ایسا کوئی گلزار ہو

گر خزاں تنکے نہ پھیلائے تو اے بلبل بتا
پھر چمن میں کس طرح سے آشیاں تیار ہو

وہ مبارکباد جتنی کم ہے ایسے دل کو جو
غیر کے زنداں سے بچ کر پھر اسیرِ یار ہو

شامہ کو وہ مست بُوئے زلفِ جاناں کر گئی
ورنہ یہ میرا قلم اور اس طرح گلبار ہو

بدکلامی پر عدو ہے شاد اپنی ۔ شاگرہ
بات کہہ ایسی جو مثلِ تیر دل کے پار ہو

(شاگرہ خاتون بنت ڈاکٹر لعل محمد صاحب دارالعلوم قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر میں

(از سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ بنت حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

انسان کے لئے سب سے زیادہ سبق آموز اور کار آمد ذریعہ انسانی زندگی کا مطالعہ ہے۔ اور گو ہر طبقے اور ہر درجے کے انسان کی زندگی سے ایک دوربین نگاہ سبق حاصل کر سکتی ہے۔ اور کرتی ہے اور اس سبق آموزی کا پہلو وہ بھی ہے۔ جو لقمان کے اس قول میں بیان ہوا۔ کہ مَیں نے بے ادبوں سے ادب سیکھا لیکن وہ اُسوۂ حسنہ جو انسانی جوہر کو حقیقی آب و تاب بخشتا اور انسانیت کی بلند ترین چوٹی پر پہنچا دیتا ہے۔ صرف انہی ہستیوں کی زندگی کے واقعات میں ملتا ہے۔ جو ایک پاک، مقدس، بلند اور عظیم الشان روح لے کر اس دنیا میں آتی ہیں۔ جن کے جلووں میں وہ کیف وہ مستی وہ تازگی اور وہ نور ہوتا ہے جو اس ربّانی آغوش کی یاد دلاتا ہے۔ جو ان کا اصلی گھر ہوتا ہے۔ جن کی حیات نیکی اور تقویٰ کا حسین مجسمہ ہوتی ہے۔ جن کے خیالات و افکار اور اعمال و کردار میں غیر معمولی یگانگت اور ہم آہنگی نظر آتی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی زندگی دنیا کو نجات کی راہ دکھاتی ہے۔ اور جس طرح ایک شمع کی روشنی سے ہزاروں شمعیں روشن ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک بلند اور شریف روح کے بلند اور شریفانہ کردار سے متاثر ہو کر ہزارہا روحیں بلندی اور شرافت حاصل کر لیتی ہیں۔ لیکن ہر انسان کی طرح ان لوگوں کی زندگی کے بھی دو رُخ ہوتے ہیں۔ ایک رُخ وہ ہے۔ جو ان کی خارجی زندگی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اور جو ہر شخص کو بلا امتیاز نظر آجاتا ہے۔

اور دُوسرا رُخ وہ ہوتا ہے جس کے نقوش پر صرف انہی لوگوں کی نگاہ پڑ سکتی ہے جنہیں بہت زیادہ قریب ہو کر انہیں دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور ان کے تمام لمحات رنج و راحت خوشی و غمی اور فرصت و مشغولیت میں ان کے رفیق ہوتے ہیں۔ دنیا میں بیشمار مثالیں ایسے لوگوں کی ہیں۔ جن کی زندگی کے یہ دور ایک دوسرے سے کوئی نسبت نہیں رکھتے۔ جن کی اندرونی اور بیرونی زندگی میں کوئی توازن اور کوئی تناسب نہیں ہوتا۔ جن کی خارجی زندگی بہت صاف ستھری اور پاک نظر آتی ہے۔ لیکن خانگی زندگی کے حالات نازک ترین ہوتے ہیں، اور انکی یہ دو تصویریں دو بالکل مختلف انسانوں کی تصویریں معلوم ہوتی ہیں

ع واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر مے کنند
چوں بخلوت مے روند آں کار دیگر مے کنند

لیکن کچھ ہستیاں ایسی بھی ہیں۔ اور یہی وہ ہستیاں ہیں۔ جن کے قدموں کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ جن کی خارجی اور اندرونی زندگی میں نہایت درجہ کی ہم آہنگی و ہمرنگی، تناسب و توازن پایا جاتا ہے۔ اور ان کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنیوالا ان میں سے جس پر بھی نظر ڈالتا ہے اسکی نگاہیں خیرہ اور دل مسحور ہو کر رہ جاتا ہے۔ وہ جان لیتا ہے۔ کہ ایسے پھول روز روز نہیں کھلتے۔ اور نہ ایسے ستارے روز روز چمکتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ انسانیت کا شرف ہوتے ہیں۔ اور مخلوق کیلئے مایۂ ناز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کی ہر ادا پر دنیا مرمٹتی ہے۔ اور دلوں میں اس سے ایک انقلاب عظیم برپا ہو جاتا ہے۔ آج بھی خدا نے اپنے بے پایاں کرم سے دنیا کو ایک جاں نواز وجود کی برکتوں سے نوازا۔ جو گو دنیا میں رہتا ہے۔ مگر دنیا سے الگ۔ اس کے رب کی آغوش اس کا مسکن ہے۔ اور ستارہ قطبی کی مانند اس کا وجود دنیا کیلئے دلیل راہ۔ دنیا نے اس کے بہت سے جلوے دیکھے۔ اور ان سے اپنی آنکھوں کو منور اور اپنی روح کو تازہ کیا۔ اور اس شاہراہ پر چلنے کی کوشش کی۔ جو اس کے جلووں کی تابانی سے روشن اور خدا تعالےٰ تک پہنچانے کا صحیح راستہ ہے۔ لیکن میں آج اس مقدس وجود کی زندگی کا وہ رُخ دکھانے کی کوشش کروں گی جس سے لوگ جان لیں گے۔ کہ ان بے نقاب جلووں کی طرح جنہوں نے ایک عالم کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے۔ وہ جلوے بھی حسین اور دلربا ہیں۔ جو دنیا کی نگاہوں سے عموماً پوشیدہ ہیں۔ اور جن کی جھلک دنیا کو عظیم الشان کامیابی و کامرانی کی زندگی کی راہ دکھاتی ہے۔ اس کی زندگی ایک حسین اور خوش نظر ندی کی مانند ہے جو بہت سے نشیب و فراز سے پیچ و خم کھاتی ہوئی گذرتی ہے لیکن کہیں بھی اپنے راگ کی شیرینی کو نہیں کھوتی۔ بلکہ وہ پیچ و خم اس کے حسن کو اور بھی دوبالا کر دیتے ہیں۔ وہ نہ صرف اپنی ذات میں حسین اور دلربا ہے بلکہ ہر دیکھنے والے کے لئے ویسی ہی حسین اور دلربا زندگی کا ایک زندہ پیمانہ۔ میرا گوشت و خون اس مقدس وجود کے گوشت و خون کا ایک حصہ ہے۔ اور پیدائش سے لے کر آجتک میری زندگی کا ہر ایک لمحہ اس وجود کے سایہ تلے گذرا ہے۔ اور مجھے آپ کو بہت دفعہ ایسی گھڑیوں میں دیکھنے کا موقعہ ملا ہے جب انسان کے کردار و اعمال اس خیال کی گراں باریوں سے آزاد ہوتے ہیں کہ اسکی کسی خاص حرکت و سکون کا اس کے دیکھنے والوں پر کیا اثر پڑے گا۔ اور نہایت بے ساختگی کے ساتھ اس سے تمام افعال سرزد ہو جاتے ہیں۔ ہاں اس طرح جس طرح اس کا دل چاہتا ہے۔ اور اس کے باطن کا عکس اسکے ظاہر میں نمایاں ہو جاتا ہے۔ اور میں واقعات کی روشنی میں کہہ سکتی ہوں کہ ایسی گھڑیوں میں آپکے اعمال و کردار ان اعمال و کردار کی طرح جو خارجی زندگی سے متعلق ہیں۔ دلکش و دلآویز اور نہایت درجہ قابل تقلید نظر آتے ہیں۔ آپ کے اُٹھنے بیٹھنے۔ آپکے سونے، جاگنے۔ آپکے چلنے پھرنے۔ آپ کے ہنسنے، بولنے۔ غرض آپ کی ہر حرکت و سکون میں خاص قسم کی دلفریبی اور جاذبیت پائی جاتی ہے۔ اور وہ حرکت و سکون کسی زمینی انسان کے حرکت و سکون معلوم نہیں ہوتے۔ اور ان سب میں ایک ہی مقصد کی تکمیل کی آرزو نظر آتی ہے یعنی خالق اور مخلوق سے سچا پیار۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی مصروفیت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جیسا مصروف انسان دنیا میں کوئی ہی ہو گا۔ حضور کی مصروفیت کا یہ عالم ہے کہ سارا دن کام میں مشغول رہنے کے علاوہ رات کو دو دو بجے تک کام کرتے رہتے ہیں۔ آپ کی ڈاک ہر روز کم و بیش اڑھائی تین سو خطوط پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور آپ ہر خط کو اس سرعت سے پڑھتے ہیں کہ انسان محو حیرت ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خط کے مفہوم سے کماحقہٗ آگاہ نہیں ہوتے۔ بلکہ حضور کو ہر خط کے مضمون کا پورے طور پر علم ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک واقعہ جو اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے۔ حوالہ قلم کرتی ہوں۔ پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے ایک خط پیش کیا۔ جس میں خط لکھنے والے نے لکھا تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ان کے کسی عزیز کو دیوانے کتے نے کاٹا ہے۔ اور اس کے متعلق مشورہ طلب کیا گیا تھا۔ حضور نے بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ اس خط کو آئے ہوئے تو ایک ماہ گذر چکا ہے اور آپ اب پیش کر رہے ہیں۔ جب خط کی مہر دیکھی گئی۔ تو واقعی اس کو آئے ہوئے ایک ماہ ہو چکا تھا۔ خطوط کے جواب کے متعلق حضور کا یہ طرز عمل ہے ہے کہ خطوط کو پڑھ کر بعض فوری خطوط پر جواب لکھ دیتے ہیں۔ جن کو پرائیویٹ سکرٹری صاحب لکھ کر بھجوا دیتے ہیں۔ باقی ماندہ خطوط کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور حضور ان کا جواب تحریر فرما دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ مہمانوں سے ملاقاتیں کرنے اور نظارتوں کے کام میں کافی وقت خرچ ہوتا ہے۔ نہ صرف ناظر صاحبان وقتاً فوقتاً پیش آمدہ مشکلات پیش کر کے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ بعض کاغذات حضور کی منظوری کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ دس بجے سے ایک بجے تک لگاتار چلتا ہے۔ پھر تصنیف کا کام ہے۔ اور ان سب سے اہم بات یہ ہے کہ حضور کو مطالعہ کی بہت عادت ہے۔ نیز حضور ہر فن، ہر علم اور ہر مذاق کی کتابیں بکثرت منگوا کر بالالتزام مطالعہ فرماتے ہیں۔ ان سب مصروفیات کے باوجود اگر ان حقوق کی ادائیگی میں جو حضور پر عائد ہوتے ہیں کوتاہی ہو جائے تو یہ ناممکن نہیں لیکن آپ باوجود ان سب کاموں کے گھر کی ہر بات کا خیال رکھتے اور ہر عائد شدہ حق کو ادا کرتے ہیں۔ اگر والدہ کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں تو بیویوں کے حقوق کو نظر انداز نہیں کرتے۔ اور ایسے طور پر ادا کرتے ہیں کہ کسی کو شکوہ کی گنجائش نہیں رہتی

والدہ سے سلوک

حضور کا جو سلوک اپنی والدہ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی سے ہے۔ اور جس قدر ان کا آپ ادب و احترام کرتے ہیں۔ اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ آپ "واخفض لهما جناح الذل من الرحمة" کو ہر وقت پیش نظر رکھتے ہیں۔ ان سب باتوں کے علاوہ حضور کے دل میں جو والدہ کی خدمت کی تڑپ رہتی ہے۔ وہ ایک تحریر سے ظاہر ہے جس سے ایک حساس دل آپ کی قلبی کیفیت کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ حضور تحریر فرماتے ہیں۔ "دوسری تحریک خدا تعالیٰ نے حضرت ام المومنین ؓ کے دل میں پیدا کی۔ آپ نے اپنی ایک زمین جو قریباً ایک ہزار روپے میں بکی۔ الفضل کے لئے دیدی۔ مائیں دنیا میں خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہیں۔ مگر ہماری والدہ کو ایک خصوصیت حاصل ہے اور وہ یہ کہ احسان صرف انکے حصہ میں آیا ہے۔ اور احسانمندی ہمارے حصہ آئی۔ دوسری ماؤں کے بچے بڑے ہو کر ان کی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں یا تو اس کی توفیق ہی نہیں ملی۔ کہ ان کی خدمت کر سکیں۔ یا شکر گذار دل ہی نہیں ملے۔ کہ ان کا شکریہ ادا کر سکیں۔ بہر حال کچھ بھی ہو۔ اب تک احسان کرنا انہی کے حصہ میں ہے۔ اور حسرت و ندامت ہمارے حصہ میں۔ وہ اب بھی ہمارے لئے تکلیف اٹھاتی ہیں۔ اور ہم اب بھی ان پر کئی طرح سے بار ہیں۔ دنیا میں لوگ اپنے والدین کی خدمت کرتے ہیں۔ مال سے یا جسم سے۔ کم سے کم میرے حصہ میں دونوں نہیں۔ مال نہیں کہ خدمت کر سکوں۔ یا احساس نہیں کہ سچی قربانی کر سکوں۔ جسم ہے مگر کیسا جسم۔ صبح سے شام تک، جسے ایک نہ ختم ہونے والے کام میں مشغول رہنا پڑتا ہے۔ بلکہ راتوں کو بھی بار عمل اٹھانے کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔ جب میں سوچتا ہوں تو حسرت و ندامت کے آنسو بہاتا ہوں کہ خدایا میرے جیسا نکما وجود

بھی دُنیا میں کوئی نہیں ہوگا۔ میں نے خود تو کبھی کسی پر احسان نہیں کیا۔ مگر چاروں طرف سے احسانات کے نیچے دبا ہؤا ہوں۔ گیا میں صرف احسانوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے ہی دنیا میں پیدا ہؤا تھا۔ باپ ملا تو وہ کہ اسپر احسان کرنے کا خیال تو کجا احسان کا بدلہ دینے کی امید بھی علامتِ جنون ہے۔ والدہ ملی تو وہ کہ پیدائش سے لے کر اسوقت تک جن کی طرف سے احسان ہی احسان ہیں۔ یہاں کسی بدلے کا خیال بھی ایک نہ پوری ہونے والی امیدوں کا سلسلہ۔ بیوی اللہ تعالیٰ نے وہ دی کہ اُس نے ہر تکلیف میں محبت و دلجوئی سے کام لیا۔ بغیر اس کے کہ میں نے اس کو آرام دیا ہو۔ میرے لئے اس نے ہر قربانی اور ایثار کا نمونہ دکھایا۔ میں کس مرض کی دوا دنیا میں پیدا کیا گیا ہوں۔ اے کاش میں بھی کسی کام کا ہوتا۔ اے کاش میں بھی کسی احسان کا بدلہ احسان سے دے سکتا۔"

(الفضل مورخہ ۲۸ر جولائی ۱۹۲۴ء)

مندرجہ بالا تحریر اس بات کو بے نقاب کرتی ہے کہ آپ اپنی والدہ سے سلوک کرنے کی اعلیٰ منازل کو طے کرنے کے باوجود پھر اپنی کوتاہیوں اور کمی کا اعتراف کرتے ہوئے کس طرح اظہار درد کرتے ہیں۔ حالانکہ عام دنیاوی لوگ ادنیٰ سلوک پر اکتفا کرتے ہوئے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ لیکن آسمانی لوگوں کا معیار دنیا کے معیار سے جدا ہی ہوتا ہے۔

بیویوں سے سلوک

حضور کی چار بیویاں ہیں۔ اور ازدواجی زندگی میں تعدد ازدواج ایک بڑا نازک مرحلہ ہوتا ہے۔ بڑے بڑے گھرانوں میں اس کی وجہ سے بغض و عداوت کا بیج بویا جاتا ہے اور نسلیں سالہا سال عداوت کی آگ کی لپیٹ میں رہتی ہیں۔ مگر حضور کے گھر کی جو کیفیت ہے۔ اسے خدا تعالیٰ کا فضل اور حضور کی قوت قدسی کا اعجاز ہی کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اتنے بڑے گھرانے میں جو محبت اور پیار کا نمونہ نظر آتا ہے دنیا اس کی نظیر لانے سے قاصر ہے۔ قرآن مجید کے حکم کے مطابق آپ اپنی بیویوں کے بارہ میں کامل عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں۔ افراد کی نسبت سے خرچ دیتے ہیں۔ کبھی کسی کو شکوہ و شکایت کا موقعہ نہیں ملتا۔ حقوق کی ادائیگی احسن طریق سے انجام دیتے ہیں۔ بیویوں سے نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔ سب بیویاں دل کی گہرائیوں سے حضور کی مداح ہیں۔ سفروں میں باری باری ساتھ لے جاتے ہیں۔ گھر میں باریاں مقرر ہیں۔ اور ہر ایک کے حقوق کا پورا خیال رکھتے ہیں۔

اولاد کے ساتھ سلوک

حضور باوجود بیحد عدیم الفرصت ہونے کے اور باوجود اسکے کہ آپکی اولاد خدا کے فضل سے بہت زیادہ ہے۔ سب کی تربیت اور تعلیم کا خیال رکھتے ہیں۔ آپ انکی تربیت اور اصلاح سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ آپ نہایت ہی شفیق اور رحیم واقع ہوئے ہیں۔ سختی کو پسند نہیں فرماتے۔ کبھی تادیباً سختی کا موقعہ پیش آئے تو کر لیتے ہیں۔ مگر لڑکیوں کے بارہ میں آپ نے کبھی سزا سے کام نہیں لیا۔ اور اسے سخت ناگوار سمجھتے ہیں۔ حضور صرف زبانی تادیب کافی سمجھتے ہیں۔ حضور کی طبیعت کا یہ خاصہ ہے کہ بچوں کو ہمیشہ سبق آموز کہانیوں اور لطائف سے محظوظ کرتے ہوئے ان کی تربیت فرماتے ہیں۔ خود خوش رہتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دوسروں کو خوش رکھتے ہیں۔ لیکن خوشی کی گھڑیوں میں بھی حقیقی مقصد کبھی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ حضور کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ وہ مقصد آپ کے بچوں کی نگاہوں سے بھی اوجھل نہ ہو۔ شادی کے موقعہ پر آپ نے میری بڑی بہن امۃ القیوم بیگم صاحبہ کو اور تحفوں کے ساتھ کچھ کتابیں بھی عنایت فرمائیں۔ اور ہر کتاب پر آپ نے اپنے دست مبارک سے کچھ نوٹس لکھے۔ مثلاً قرآن کریم پر تحریر فرمایا "امۃ القیوم یہ خدا کا کلام ہے۔ میری زبان اس کے بارہ میں بند ہے۔ مَیں نے سب کچھ اس سے پایا۔ تم بھی سب کچھ اس سے ہی پاؤ۔ میرے اللہ تیرا یہ کلام میری اس بچی اور اس کی اولاد کے دل میں دائمی طور پر جاگزین ہو۔ میرے اللہ اس کے متعلق میرے کرب کو اس کلام کے طفیل اور اس کے ذریعہ سے دُور کر دے۔ اور اسے اور اسکی اولاد کو اپنا بنالے۔ اے میرے پیارے یہ اور اس کی اولاد شیطان اور دجّال کے فتنہ سے محفوظ رہیں۔ تو ان کا حافظ و ناصر ہو۔ میری زندگی میں بھی اور میرے بعد بھی۔ اے میرے رب میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ تو ان کو اس مقام سے بھٹکنے نہ دیجو جو تو نے ہمارے لئے اپنے مسیحؑ کے ذریعہ سے تجویز کیا ہے۔ ہم بھگوڑے نہ بنیں۔ ہم تیرے دین کے لئے جانیں دینے والے ہوں۔ اور ہماری عزتیں تیرے ہی دین کی خدمت سے وابستہ ہوں۔ میرے مولیٰ میرے درد کا علاج تیرے ہی قبضہ میں ہے۔ مَیں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ اب اے میرے شافی تو مجھ پر رحم کر کے میری غلطیوں کا ازالہ کر دے۔ اپنے دروازہ کے سوالی کو رد نہ کیجیو۔ دیکھ میری آنکھیں سفید ہو رہی ہیں۔ اور ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ مجھ پر رحم کر۔ مرزا محمود احمد۔"

وہ بچے جن کی مائیں فوت ہو چکی ہیں۔ ان کی دلجوئی خصوصیت کے ساتھ کرتے۔ اور محبت و پیار سے رکھتے ہیں۔ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دیتے۔

دیگر رشتہ داروں سے سلوک

دیگر رشتہ داروں کا بھی خاص خیال رکھتے ہیں۔ ہر موقعہ پر اُن سے احسان کرنا مدنظر ہوتا ہے۔ اکثر دفعہ خود ان سے ملکر اُن کے حالات سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ انکی خوشیوں اور اُن کے غموں میں شریک ہوتے ہیں۔ ہمیشہ ان کی تعظیم اور اکرام مدنظر رہتا ہے۔ اور جملہ رشتہ دار آپ کے حسن سلوک سے خوش ہیں۔

خدّام سے سلوک

جن لوگوں کو حضور کے ساتھ سفر کرنیکا موقع خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ وہ اس بات کے شاہد ہیں۔ کہ آپ اپنے قافلہ کے تمام افراد کا کس طرح خیال رکھتے ہیں۔ اور انکے جذبات کا احترام کرتے ہیں۔ خدام کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے ہیں۔ اور انکے آرام و آسائش کا پورا خیال رکھتے ہیں۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو حضور کا دل گداز ہو جاتا ہے۔ اور جبتک خدام میں تشریف فرما رہتے ہیں انہیں لطائف اور دلربا کلام سے محظوظ رکھتے ہیں۔

حضور کے بعض خصائص

ہر وقت خدا تعالیٰ کی یاد میں محو۔ دست در کار و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دل بایار کے مصداق نظر آتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حقیقی عاشق ہر وقت اس کی ذات پر کامل وثوق اور پورا اعتماد رکھتے ہیں۔ ہر کام کو اس کے فضل اور رحم سے شروع کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کو غیر اللہ پر اعتماد کرنے سے مجتنب رہنے اور حقیقی مولا کے ساتھ وابستہ رہنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے میری بہن امۃ القیوم صاحبہ کے رخصتانہ پر چند اشعار رقم فرمائے۔ جن میں ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی حضور نے فرمایا:۔

اللہ کی تم پہ رحمت، اللہ کی تم پہ برکت
اللہ کی مہربانی، اللہ کی ہو عنایت
وہ ہم سفر تمہارا، آنکھوں کا میری تارا
اللہ کا صفی ہو، اللہ کا ہو پیارا
ٹوٹی ہوئی کمر کا، اللہ ہی ہے سہارا
اللہ ہی ہے ہمارا، اللہ ہی ہو تمہارا
لو میری پیاری بچی، تم کو خدا کو سونپا
اس مہربان آقا، اس باوفا کو سونپا
اے مہربان یہ بھی، کہنا تم اس سے جاکر
کرنا خدا سے الفت، رہنا تم اس سے ڈر کر
ہم ناتواں ہیں سارے، وہ سب کا آسرا ہے
جن کا نہ ہو کوئی بھی، وہ ان کا آشنا ہے
تم اس سے پیار رکھنا، بس اس کو یاد رکھنا
سوفار عشق اس کا، تم دل کے پار رکھنا
دلبر ہے وہ ہمارا، تم اس سے چاہ رکھنا
مشکل کے وقت دونوں اسی پر نگاہ رکھنا
الفت نہ اس کی کم ہو، رشتہ نہ اس کا ٹوٹے
چھٹ جائے خواہ کوئی، دامن نہ اس کا چھوٹے

اس وقت جبکہ اپنی محبوب اولاد جدا ہونے لگتی ہے۔ عام لوگوں کا یہ دستور ہے کہ رشتہ داروں پر نگاہ رکھتے ہوئے۔ انہیں تلقین کرتے ہیں۔ کہ ان کی تکالیف کا خیال رکھا جائے۔ لیکن حضور، ان تمام دنیاوی وسائل سے قطع نظر کرتے ہوئے۔ اپنی پیاری بچی خدا تعالیٰ کو سونپتے ہیں۔ اور ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ بحالئے صحت پر تمام نمازیں مسجد میں پڑھاتے ہیں۔ سُنّتیں اور نوافل گھر آکر ادا فرماتے ہیں۔ جن لوگوں نے حضور کے ساتھ سفر کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ آپکو کس قدر ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہے۔ سفر کے موقع پر آپ خود اپنے ہاتھ سے سامان باندھتے ہیں۔ سفر میں سب اشیاء کی نگرانی اور حفاظت کا خیال رکھتے ہیں۔ گھر میں دوسرے کام بھی اپنے ہاتھ سے کرنا زیادہ پسند فرماتے ہیں۔

آپ صفائی کا خاص خیال رکھتے ہیں اور گندگی کو ایک لحظہ بھی دیکھ نہیں سکتے۔ النظافۃ من الایمان حضور کی پیشانی پر لکھا نظر آتا ہے۔ بات کرتے وقت مخاطب کو عزت سے خطاب فرماتے ہیں۔ غرض حضور کی ہر بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ہر بات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسوہ قرار دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں رنگین اور حسن و احسان میں آپ کے نظیر ہیں۔

بالآخر اپنے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے بابرکت وجود کے فیوض سے تادیر بہرہ ور کرے۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور انکو بصحت و عافیت عرصۂ دراز تک ہم میں رکھے۔ تا ایسی ہستی کو دیکھ کر جو ربانی آغوش کی یاد دلاتی ہے۔ لوگ خدا تعالیٰ کی رحمت کے جلووں کو عیاناً دیکھ لیں۔......

......واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ وبالاجابۃ جدیر*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَی النِّسَاءِ

(از محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ شمیم آف برما)

یہ ارشاد تو لاریب دلآویز اور معنی خیز تھا۔ اس میں کچھ کلام نہیں۔ مگر مشکل یہ پڑی کہ "قوامون" نے اسے رنگ دیکر شوخ و شنگ بنالیا۔ اور لگے حد سے بڑھنے۔ جسے دیکھ کر عورتیں ہراساں تو ہوئیں مگر خاموش رہیں۔ اور سرگرم خدمت۔ مگر ادھر سے حوصلے بڑھے اور ناجائز فائدے اُٹھائے جانے لگے۔ جو بالکل مناسب نہ تھے۔ ...... قصہ مختصر عورت کی اہلی زندگی بیحد المناک اور غیر مطمئن فضاء کی حامل ہوگئی۔ صنفِ لطیف سراسیمہ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قوم کے لئے بیکار بلکہ بیگار ہستی بن کر رہ گئی۔ اور ساتھ ہی سوہانِ رُوح بھی۔ اس کو اس حالت میں اور زیادہ کچھ کے دیئے گئے۔ رہے سہے حقوق کے لائق بھی نہ سمجھا گیا۔ یعنی اس کو ملزم قرار دے کر سب کچھ اس سے لے لیا گیا۔ اس توہین سے اس کے آئے حواس بھی جاتے رہے۔

نوبت باینجا رسید کہ قوم کی ترقی بھی رُک گئی۔ نہ صرف رُک گئی بلکہ تنزل کی طرف جُھک گئی۔ اس لئے کہ اس کا نشان امتیازی (خیرکم خیرکم لاھلہٖ تم اسوقت تک اچھے رہ سکو گے جبتک تمہارا سلوک عورتوں سے بہترین ہوگا) سرنگوں ہوگیا۔ یہ نتیجہ تھا ایک اچھے بھلے، سیدھے سادھے حکم کی غلط تاویل کا!!۔

یہ حالت دیکھ کر ایک دردمند دل میں ضرور ٹیس اور دُکھ محسوس ہوگا۔ اور صدائے احتجاج کے ساتھ اصلاح کی بھی آرزو بلکہ کوشش کرے گا۔

اس مقصد سے اگرچند خیالات پیشِ خدمت ہوں تو اُمید ہے بُرا نہ منایا جائے گا۔ بلکہ ہمارے "قوامون" اس غلطی کی اصلاح فرماکر عورتوں کو اپنا ممنون فرمائینگے۔

صاف بات تو یہ ہے کہ آپ کا یہ مرتبہ جن زرّیں مصلحتوں کی بنا پر ہے۔ تمام و کمال ہمارے سر آنکھوں پر۔ اور اپنے لئے بیحد سرور انگیز۔ اور باعثِ تفخر سمجھتی ہیں اور وجہِ رحمت۔ بشرطیکہ آپ اپنے سینہ سے رحمت کے انوار کا وہ بیش بہا خزینہ جو قدرت نے اس لئے ودیعت کیا تھا کہ صنفِ نازک کے لئے نہ صرف مددگار بلکہ باعثِ طمانیت بھی ہو۔ اپنی فضیلت ہی کی نذر نہ کر دیں۔ اس جوہرِ آبدار کو، جسے عورتوں سے عدل و انصاف، محبت و اخلاق کی صُورتوں میں ظاہر کرنا تھا حسنِ معاشرت کے پہلوؤں پر چمکانا تھا۔ تاویلوں کی کشمکش میں نہ پھنسا دیں۔ آپ کی بڑھی ہوئی فضیلت کے پیشِ نظر ان مدارج کو پاس کر لینا کوئی مشکل تو نہ تھا! نہ ہے۔ خصوصاً اس صُورت میں کہ قومی آن اور زندگی بھی ان اوصاف سے وابستہ ہو۔ تو کس طرح مانوں کہ آپ اپنی توجہ ادھر مبذول نہ فرمائیں گے۔ اور اپنی قومی عظمت کو کمزور ہونے دیں گے۔ (باقی)

درخواستِ دعاء

میری ہمشیرہ اقبال بیگم صاحبہ ایک عرصہ سے بعارضہ بُخار اور کھانسی بیمار ہیں۔ تمام ناظرین سے درخواست ہے۔ کہ اس کی صحت کامل کے لئے درد دل سے دُعا فرمائیں۔

دُعا کی طالب سردار بیگم اہلیہ بابو سردار احمد صاحب سب پوسٹ ماسٹر زیدہ ضلع مردان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسلمانوں کی رہنمائی کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ بعثت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی بعثت قبل از وقت نہیں ہوئی۔ بلکہ عین ضرورت زمانہ کے مطابق حضور کا ظہور ہوا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر اس وقت اللہ تعالےٰ کا فضل نازل نہ ہوتا۔ تو وہ دن دور نہیں تھے کہ جب اسلام اس دنیا سے بالکل ہی رخصت ہو جاتا۔ اور مسلمان جو کافی حد تک ہلاکت کے خطرناک گڑھے میں گر چکے تھے۔ پھر ایسے ہلاکت آفرین سمندر میں جا ڈوبتے کہ جہاں سے نکلنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ پس یہ خدا تعالےٰ کا بڑا فضل اور رحم ہے کہ اُسنے اپنا ایک پیارا بندہ لوگوں کو رُوحانی ہلاکت سے بچانے کیلئے سرزمین پنجاب میں مبعوث فرمایا۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو ایک طرف تو اسلام اور مُسلمانوں کی بدحالی کا رونا روتے ہیں۔ اور دوسری طرف جب وہ خدا کے پیارے مسیحؑ کی آواز سنتے ہیں۔ کہ مَیں خدا سے قوت پاکر اسلام کی کشتی کو اس طوفانِ عظیم سے بچانے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ پس

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

تو وہ اس اُمید افزا آواز سے کانوں کو بند کر لیتے ہیں۔ اور حقارت سے کہتے ہیں کہ ہمیں کسی خاص رہبر کی ضرورت نہیں ہماری حالت اچھی ہے۔ اگر بفرضِ محال بگڑ گئے ہیں۔ تو ہمارے علماء ہمیں سنبھالنے کے لئے کافی ہیں۔ ہائے افسوس کہ وہی مُسلمان جو ایک عرصہ سے اپنی بدحالی پر نالاں ہیں اور پُکار پُکار کر کہہ رہے ہیں کہ ع

وضع میں ہم ہیں نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
ہم مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اور یہ کہ "ہمارے قویٰ سلب ہو چکے۔ بہادری عنقا ہو چکی۔ اعضاء کمزور ہو چکے۔ حقانی تڑپ ہمارے دلوں سے معدوم ہو چکی۔ بلکہ مَیں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ تمام اعضاء مر چکے۔ فقط ایک دہن اور اسمیں زبان باقی ہے"۔ (اہلحدیث ۱۲ مارچ)

جب ان کے سامنے موعود زمانہ کو پیش کیا جائے۔ تو علماء کی آڑ میں موجودہ وقت کے مصلح سے بے نیاز ہونا چاہتے ہیں۔ حالانکہ وہ علماء کے متعلق اپنے قلم اور زبان سے یہ کہہ چکے ہیں کہ "افسوس ہے ان مولویوں پر جن کو ہم ہادی، رہبر، ورثۃ الانبیاءؑ سمجھتے ہیں۔ ان میں یہ نفسانیت، اور شیطنت بھری ہوئی ہے۔ تو پھر شیطان کو کس نے بُرا بھلا کہنا ہے"۔ (اہلحدیث)

نیز یہ کہ "نوع انسان کی کوئی بد سے بدتر اور گمراہ سے گمراہ قسم بھی اس سے زیادہ نقصان دنیا کو نہیں پہنچا سکتی۔ جتنا علماء کے گروہ نے پہنچایا۔ اور جنگل کے ڈاکو اور کمین گاہوں کے راہزن اس سے زیادہ جمعیت بشری کے لئے مہلک اور مخدوش نہیں ہو سکتے جتنا کہ یہ علماء"۔ (تذکرہ) پس جب مسلمان عوام اور خواص کی حالت اس قدر گر گئی ہے۔ تو پھر کسی مامور من اللہ سے بے نیازی کیا معنے رکھتی ہے۔ دنیا اس وقت ظہر الفساد فی البرّ والبحر کا پورا نقشہ بنی ہُوئی ہے۔ پس اَے مسلمانانِ عالم خدارا خوابِ غفلت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے اُٹھو۔ اور اپنی حالت کو سنبھالو۔ اپنے علماء کے بھروسے پر مت پڑے رہو۔ کہ ان کے متعلق آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا۔ علماءُ ھم شر من تحت ادیم السماء۔ پس اس وقت اپنی حالت کو سنبھالنا تمہارا اپنا فرض ہے۔ دیکھو خدا کا مسیح تمہارے درمیان کھڑا تمہیں پکار رہا ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ہلاکت سے بچائے۔ اور صراطِ مستقیم پر چلائے۔ للہ اس کی آواز کو رائیگاں نہ جانے دو۔ بلکہ اس پر کان لگاؤ۔ اور ان راہوں پر قدم مارو۔ جو تمہیں خدا کے قریب کرنے والی ہوں۔ اس وقت مسیح موعودؑ کے آنے کی سخت ضرورت تھی۔ پس اس کا آنا بے وقت نہیں۔ بلکہ وہ ضرورت کے مطابق آیا۔ کیونکہ یہی وقت اس کی بعثت کے مناسب تھا۔ چمنِ اسلام پر خزاں آگئی تھی۔ ذرا غور سے سنو کہ ایک حساس انسان اس خزاں کو دیکھ کر کس طرح پکار رہا ہے کہ ع

اَے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دُعا ہے
اُمّت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر وکسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقراء ہے
وہ دین ہُوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہباں
اب اس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے

پس اب ہر حقیقی مُسلمان کا فرض ہے کہ وہ موعود زمانہ کی آواز کو سُننے اور اس کی غلامی کا جُوا اپنی گردن پر اُٹھالے۔ تاکہ اس کا خدا اُس سے راضی ہوجائے اور وہ اپنے خدا سے راضی ہوجائے۔ اور پھر وہ عالمِ آخرت میں اپنے محبوب حقیقی کیطرف سے یہ دلربا آواز سنے کہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ ہ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ہ بالآخر میں ایکبار پھر گم کردہ راہ مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرتی ہوں کہ ع

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

(احمدی بیگم زہرہ بنت شیخ فضل حق صاحب۔ مہاجر قادیان)

چند ضروری باتیں

۱۔ خدا کا ذکر جنّت کی کنجی ہے۔

۲۔ اعمال کا پھل نیّتوں پر موقوف ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جو کام کرو پہلے نیت صاف کرلو۔

۴۔ اللہ تعالےٰ کا خوف دینی علم پڑھاتا ہے۔

۵۔ اپنی ترقی اور عروج اور آرام اور سکھ کے دنوں میں فخر اور تکبّر مت کرو۔

۶۔ دلی دوستی اور محبت سوائے مومن عورت کے اور کسی کے ساتھ نہ رکھو۔

۷۔ ہر کام احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کرنا نیکی کی علامت ہے۔ ہر مشکل گھڑی میں دُعاؤں سے کام لو۔ اور دُکھ اور مصیبت کے وقت ثابت قدم رہو۔ دین کی فکر ہر وقت رکھو۔ دُنیا کے پیچھے مت پڑو۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اگر کوئی عزّت والی چیز ہے تو وہ دُعا ہے۔

(خاکسار امۃ الحیٔ بنت ملک محمد الطاف خان صاحب مرحوم پشاوری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم کی خصوصیات

۱۔ قرآن کریم دُنیا بھر کی صداقتوں کا مجموعہ اور تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے

۲۔ قرآن کریم ایک مفصّل کتاب ہے۔

۳۔ قرآن کریم ان لوگوں کا ہادی ہے۔ جو رضائے الٰہی کے طالب اور اسلام کے جویاں ہیں۔

۴۔ قرآن کریم ہر قسم کی ظلمت سے خواہ وہ رسم کی ظلمت ہو یا عادت کی یا جہالت کی۔ نور کی طرف لاتا ہے۔ اور ایسی باتوں پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم پہلے نہیں ہوتا۔

۵۔ وہ سب سے زیادہ سیدھی راہ سکھاتا ہے۔

۶۔ قرآن کریم حق الیقین ہے۔ اسمیں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں

۷۔ وہ حکمتِ بالغہ ہے۔ اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے۔

۸۔ قرآن کریم حق ہے اور میزانِ حق بھی۔ یعنی آپ بھی سچّا ہے۔ اور سچ کے لئے محک بھی۔

۹۔ وہ لوگوں کیلئے ہدایت بھی ہے اور ہدائتوں کی اس میں تفصیل ہے۔ حق اور باطل میں فرق بیان کرتا ہے۔

۱۰۔ قرآن کریم کی نقل صحیفۂ فطرت میں منقوش ہے یا یہ کہو کہ اس کا یقین فطری ہے

۱۱۔ انہٗ لقول فصل۔ وہ قولِ فیصل ہے۔

۱۲۔ وہ اختلافات کے دُور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

۱۳۔ وہ ایمانداروں کے لئے ہدایت و شفا ہے۔

۱۴۔ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو قابلِ ذکر اور تاریخی انسان بنادیتی ہے۔

۱۵۔ قرآن کریم کیا ہے، کامیابیوں کی سبیل اور فتح مندی کی کلید۔

۱۶۔ قرآن کریم مہیمن، امام، میزان، اور ہادی ہے۔

ع　قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

اخلاقی اور رُوحانی مشعلیں

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

حضرت رابعہ بصری فرمایا کرتی تھیں کہ انسان کو خدا تعالےٰ کی عبادت دوزخ کے خوف یا جنّت کے طمع سے نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ یہ دونوں معدوم ہیں۔ تب بھی محض حصولِ رضائے الٰہی کے لئے عبادت میں مصروف رہنا چاہیئے۔

اسی طرح آپ نے فرمایا۔ مجھے دنیا میں کسی سے کچھ مانگنے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ اسلئے کہ جو کچھ دنیاداروں کے پاس موجود ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جو عاریتہً انہیں ودیعت کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی شخص سے کسی چیز کا مانگنا جو اس کے پاس عاریتہً موجود ہو۔ موجب شرم و حجاب ہے۔

ایک دفعہ آپ کے سامنے کسی نے بیان کیا کہ جو کوئی کسی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے بالآخر اس کے لئے وہ دروازہ ضرور کشادہ کیا جاتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف کنایہ ہے تو بتاؤ کہ اس کا دروازہ بند ہی کب ہوا ہے۔ وہ دروازہ تو ہمیشہ سے کھلا ہے اور تا ابد کھلا رہیگا۔

لکھا ہے کہ حضرت رابعہ کے پاس دو شخص بطور مہمان آئے۔ آپ کے پاس دو روٹیاں موجود تھیں جو اُن کے سامنے پیش کرنے ہی لگی تھیں کہ اتنے میں ایک سائل آیا اور اُسنے روٹی کا سوال پیش کیا۔ چنانچہ آپنے اس سائل کو وہ دونوں روٹیاں دے دیں۔ مہمان جو بہت بھوک محسوس کر رہے تھے۔ اُن کے اس طرزِ عمل سے متعجب ہو کر دل ہی دل میں پیچ و تاب کھانے لگے۔ اتنے میں ایک لونڈی آئی اور ایک طشتری جسمیں اٹھارہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روٹیاں رکھی تھیں۔ پیش کرکے عرض کیا کہ بیگم صاحبہ نے آپکو بھیجی ہیں۔ انہوں نے گنیں تو وہ اٹھارہ تھیں۔ آپ نے لونڈی کو فرمایا۔ یہ روٹیاں واپس لے جا۔ بیگم صاحبہ نے مجھے نہیں کسی اور کو بھیجی ہونگی۔ تو غلطی سے مجھے دینے آگئی ہے۔ لونڈی نے کہا۔ حضور بیگم صاحبہ نے خاص آپکے پاس ہی مجھے بھیجا ہے۔ لونڈی واپس گئی اور سب ماجرا کہہ سنایا۔ بیگم نے دو۲ روٹیاں اور اُن روٹیوں میں رکھ کر کہا کہ اب لے جاؤ اور انہیں دے آ۔

جب لونڈی حضرت رابعہ کے پاس پہنچی تو آپ نے دوبارہ اُن روٹیوں کو گنا۔ تو بیس۲۰ نکلیں۔ اور لونڈی سے لے کر اپنے مہمانوں کے سامنے رکھدیں۔

دونوں مہمان کھاتے جاتے اور اس بات سے حیرت و تعجب میں تھے کہ آخر روٹیاں واپس کرنے میں کیا حکمت تھی؟ فراغتِ طعام کے بعد انہوں نے آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ جب تم دونوں آئے تو میں نے محسوس کیا کہ تم بھوکے ہو۔ اس لئے دو۲ روٹیاں جو میرے پاس موجود تھیں۔ تمہارے سامنے رکھنے لگی تھی۔ اتنے میں وہ سائل آگیا تو مَیں نے وہ روٹیاں اسے دیکر اپنے مولیٰ سے دُعا کی کہ اے پروردگار! تو نے فرمایا ہوا ہے کہ ایک کے عوض ہم دس گنا دیتے ہیں اور اس پر میں یقین رکھتی ہوں۔ اَب مَیں نے تیری رضاء کے لئے یہ دونوں روٹیاں دیدی ہیں۔ تو ان کے عوض اپنے فرمان کے مطابق بیس۲۰ عطا فرما۔ جب لونڈی اٹھارہ روٹیاں لے کر آئی۔ تو مَیں نے محسوس کیا کہ یا تو اس میں کچھ تصرف ہوا ہے یا مجھے نہیں بھیجی گئیں۔ یہاں تک کہ بیس۲۰ پوری ہوگئیں۔ وقال اللہ تعالیٰ ومن یتوکل علی اللہ یرزقہٗ من حیث لا یحتسب۔

اسی پاکباز عورت کے متعلق لکھا ہے کہ آپ کبھی شیطان کو بُرا بھلا نہ کہتیں۔ بلکہ فرمایا کرتی تھیں کہ جتنی دیر مَیں اس فضول کام میں خرچ کرونگی۔ اتنی دیر میں اپنے محبوب کے ذکر میں کیوں نہ مشغول رہوں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر کیا خوب فرمایا ہے کہ:۔

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خُو
چو بگذشت بر عارفِ جنگجو
گر ایں مُدعی دوست بشناختے
بہ پیکارِ دُشمن نہ پرداختے

(بیگم تسنیم ایم مالک غفر اللہ لہٗ ایمن آباد)

صداقت حضرت مسیح موعودؑ

خُدا کا پیارا فرستادہ مسیح موعودؑ قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق سرزمین قادیان میں عین وقت پر مبعوث ہوُا۔ اس نے تمام دنیا کے باطل مذہبوں کو اسلام کے مقابلہ میں بلایا مگر جو بھی سامنے آیا۔ شکست کھاکر پیچھے ہٹ گیا۔ اسکے زورِ قلم کو مخالفین نے تسلیم کیا۔ اور اس کی باطل شکن صدا نے ضلالت و گمراہی کے قلعوں کو مسمار کر دیا۔ خدا کے اس پیارے کی ہربات میں ایک بات تھی۔ اسکی تحریر و تقریر رُوحانیت کے پیاسوں کے لئے آبِ حیات تھی۔ ہم ظلمت و گمراہی کے تاریک و تار گڑھے میں گرے ہوئے تھے اس نے ہمیں اس گڑھے سے صحیح وسالم نکالا۔ یہ خدا کا برگزیدہ جیتا تھا تو ہماری بہتری کے لئے اور جدا ہُوا تو ہماری بہتری کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کاموں میں مصروفیت کی حالت میں۔ آپؑ خود فرماتے ہیں۔ "مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو میرے دل کی گہرائیوں کو دیکھتا۔ اور جو رات کو میری چیخ و پکار اور تضرعات کو سنتا ہے کہ مَیں اسی رحیم خدا کی طرف سے اس گمراہی کے زمانہ میں رسُول بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ کیا کوئی جھوٹا آدمی ایسا کہنے کی جرأت کو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ یہودی لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہم خدا کے دوست ہیں اور خدا ہم سے پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے یہودیو۔ اگر تم اپنے آپ کو خدا کا دوست سمجھتے ہو۔ تو اپنے لئے موت کی تمنّا کرو۔ مگر یاد رہے کہ یہ لوگ موت کی تمنّا نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ اپنی بداعمالیوں کو اچھی طرح جانتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بداعمال اور ظالم لوگ موت کی تمنّا نہیں کرتے۔ بہنو! اس بات کو سامنے رکھکر خدا کے اس برگزیدہ کے کلام کو سنو۔ جو اپنے خدا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے خدا جو تمام دلوں پر نظر رکھتا ہے۔ اگر تُو دیکھتا ہے کہ مَیں بُرائیوں اور گمراہیوں سے بھرا ہوا ہوں تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اور مجھے تباہ کر کے میرے دشمنوں کو خوشی دکھا۔ مگر باوجود ایسی خطرناک بددعا کرنے کے خدا نے ہر میدان میں آپؑ کو مظفر و منصور کیا۔ اور آپؑ کے دشمنوں کو ناکام و نامراد رکھا۔ یہ آپؑ کی صداقت کا ایک ایسا واضح ثبوت ہے۔ جس پر اگر کوئی حق پسند انسان غور کرے۔ تو اس کے لئے آپؑ پر ایمان لائے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔

(انجمن آراء بیگم بنت شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر قادیان)

افسانہ

قُدرت کا انتقام

اظہر کی زندگی قابل رشک تھی۔ باپ رئیس لاکھوں کا کاروبار۔ صرف ایک بہن اور ایک بھائی۔ ماں باپ کے لاڈلے۔ خالہ پھوپھی کے پیارے۔ اظہر تعلیم سے فارغ ہوا تو خالہ زاد بہن فرخندہ بچپن کی منسوبہ سے شادی ہوگئی۔ دونوں نہایت خوشی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اظہر یوں تو نہایت خوش خلق، ملنسار اور والدین کا فرمانبردار تھا۔ صرف اس کے تکبر نے اس کی تمام خوبیوں پر پانی پھیر دیا۔ وہ فقیروں کو نہایت حقارت سے دیکھتا۔ اس کا خیال تھا کہ تمام فقیر پُر فریب، دغاباز اور مکّار ہوتے ہیں۔ وہ اپنی مکاری سے دغابازی کا جال بچھاکر دُوسروں کو لُوٹتے ہیں۔

صبح سویرے اظہر فرخندہ اپنے باغ میں مصروفِ سیر تھے۔ صبح کا وقت ٹھنڈی ہُوا بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا۔ اظہر فرخندہ سے یُوں گویا ہوا۔ کہ "آج ہمیں ناشتہ کرنے کو دل چاہتا ہے"۔ "یہ کونسی بڑی بات ہے۔ صرف حُکم کی دیر ہے۔ ورنہ ناہید تو وہاں بھی ناشتہ لگا چکی ہوگی"۔ فرخندہ نے جواب دیا۔ "پھر میرا تو دل یہی چاہتا ہے کہ یہیں ناشتہ کر کے اسوقت کی بہار کا لطف اُٹھائیں"۔ اظہر نے کہا۔ فرخندہ نے ناہید کو آواز دی۔ حکم کی دیر تھی ناشتہ فوراً آگیا۔ دونوں ناشتہ کر رہے تھے کہ اظہر کہنے لگا "فرخندہ کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ ہماری یہ حالت کبھی تبدیل ہو سکتی ہے فرخندہ۔ کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ یہ غریب و فقیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام کے تمام پہلے بھی اسی حالت میں تھے۔

اظہر۔ یہ فقیر تو تمام مکار و فریبی ہوتے ہیں۔ اگر میرا بس چلے تو میں تمام دنیا کو دکھا دوں کہ ان کے پاس کس قدر دولت ہے۔

فرخندہ۔ آپ نے کیونکر جانا کہ تمام فریبی اور مکار ہیں۔ بغیر حاجت کے کس کا دل چاہتا ہے کہ پاس ہوتے ہوئے اپنی ایسی حالت بنائے۔

فرخندہ ابھی کہہ ہی رہی تھی کہ ایک نوجوان فقیر پھاٹک پر گڑگڑانے لگا۔ اظہر نے دیکھا۔ فرخندہ بولی۔ اسے تھوڑی سی خیرات دیجئے۔ لیکن اظہر کے دماغ میں یہ سمایا ہوا تھا کہ یہ مکاری سے اپنا ایسا حال بناتے ہیں۔ وہ اٹھا اور جھڑک کر بھگا دیا۔ فقیر بولا "جیسا کرو گے ویسا بھرو گے"۔ فرخندہ کے دل پر اس کا اس قدر اثر ہوا کہ بغیر ناشتہ پورا کئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

زمانہ بدلتے دیر نہیں لگتی۔ اظہر کے والد چھ ماہ کے بعد وفات پا گئے۔ اظہر عیش وعشرت میں مصروف ہو گیا بری صحبت ملی۔ تمام دولت پانی کی طرح بہائی جانے لگی۔ مفت خورے آنکھوں میں خاک جھونک کر دامن بھر رہے تھے۔ اظہر جیسا انسان دوسروں کی صحبت میں سارا سارا دن گپ شپ اڑانے میں مشغول رہتا۔ فرخندہ چاہتی تھی کہ اس کی حالت سدھارے۔ مگر اظہر کی آنکھوں پر مفت خوروں نے کچھ ایسی پٹی باندھ رکھی تھی۔ کہ وہ سوائے دولت کے اڑانے کے کچھ سمجھ ہی نہ سکتا تھا۔ فرخندہ کی نصیحتیں کچھ کارگر نہ ہوتی تھیں۔ فرخندہ غم میں اندر ہی اندر گھلی جاتی تھی۔ رات دن سوچتی کہ اظہر کو کیا ہو گیا۔ اظہر وہی اظہر ہے جس کی تعریف کرتے کرتے اپنے بیگانوں کے منہ خشک ہوتے تھے۔ آج وہ صرف دوسروں کے کہے خون پسینہ ایک کر کے کمائی ہوئی دولت خوشامدیوں پر لٹا رہا ہے۔ ایک دن اس نے سوچا کہ میں میکے چلوں شائد وہاں سے کوئی بندوبست ہو سکے۔ اس نے اپنا سامان تیار کیا۔ رات کے وقت اظہر گھر آئے۔ تو فرخندہ بولی "مجھے چند دنوں کے لئے میکے بھیج دیجئے"۔

اظہر۔ کیوں خیر تو ہے؟ کیا گھر سے کوئی خط آیا ہے؟

فرخندہ۔ نہیں یونہی دل گھبرا رہا ہے۔ چند دن کے بعد آ جاؤں گی۔ میری صحت کچھ خراب ہوتی جا رہی ہے، آب و ہوا تبدیل ہو جانے سے شائد آرام آ جائے۔

اظہر (چونک کر) ہیں تمہاری صحت خراب ہو رہی ہے تم نے مجھے بتلایا نہیں۔ ناہید سے کہکر ہی ڈاکٹر بلوا لیا ہوتا۔ تم نے مجھ پر بالکل ظاہر نہیں کیا کہ تمہاری صحت گر رہی ہے۔

فرخندہ۔ میں کسے بتلاتی۔ اور کیوں بتلاتی۔ کیا دیکھنے سے اندازہ نہیں لگا سکتے۔

اظہر۔ فرخندہ کے اس جواب سے شرمندہ سا ہو گیا۔ لیکن فوراً ہی کہنے لگا۔ فرخندہ فکر مت کرو۔ میکے جانے کی ضرورت نہیں۔ میں ابھی ارشد صاحب کو بھیج دیتا ہوں۔ انشاء اللہ تمہیں فوراً آرام ہو جائے گا۔

فرخندہ۔ نہیں مجھے چند دن کے لئے میکے جانے کی اجازت دیجئے۔

اظہر۔ کوئی ایسی ضرورت نہیں میکے جانے کی۔ اگر یہاں ڈاکٹر نہ ہوں تو انسان دوسری جگہ جا سکتا ہے۔ لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب یہاں ڈاکٹر وغیرہ موجود ہیں تو پھر کیوں خواہ مخواہ جا رہی ہو۔ دراصل اظہر نہیں چاہتا تھا کہ فرخندہ میکے جائے۔ اُسے ڈر تھا کہ کہیں فرخندہ اس کے حالات سے انہیں خبردار نہ کر دے۔ وہ حتی الوسع روکنے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر فرخندہ نے بھی کافی دیر کی بحث کے بعد جانے کی اجازت حاصل کر لی۔

فرخندہ میکے آگئی۔ وہ خاوند کی حالت سُدھارنے کے لئے کوئی ایسا انتظام نہ کر سکی۔ اُس کی زبان سے خاوند کی کارستانیاں باہر نہیں نکلتی تھیں لیکن اس کا چہرہ اس کی اندرونی حالت کا پتہ دے رہا تھا۔ ہر ایک اس کی وجہ دریافت کرتا۔ والد والدہ نے ہر چند پوچھنے کی کوشش کی۔ بھائی بہنوں نے دریافت کیا۔ لیکن فرخندہ کے لبوں پر مہر خاموشی۔ اگر کسی کو وہ کچھ کہہ سکتی تھی تو صرف یہ کہ مَیں ایک ماہ سے بیمار ہوں۔ ڈاکٹر صرف ظاہری علاج کر سکے۔ اس کے اندرونی غم کا علاج نہ کر سکے۔

فرخندہ کا ہر وقت غمگین و فکرمند رہنا۔ رفیق فرخندہ کے بھائی سے پوشیدہ نہ تھا۔ اُس نے بہن سے کوئی تسلی بخش جواب نہ پا کر چاہا کہ اظہر سے کچھ دریافت کرے۔ وہ فرخندہ کے سسرال گیا۔ اظہر رفیق سے نہایت گرمجوشی سے ملا۔ خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ وہ اپنی حالت رفیق پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر رفیق کی دُوربین نگاہ نے اندر باہر سب حالات کا جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ گھر جو جنت کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ آج وہاں خاک اُڑ رہی ہے۔ جس سیج پر اس کی بہن مکھی تک بیٹھنا گوارا نہیں کرتی تھی اس پر ایک اور ہستی حکمران ہے۔ باہر ہر وقت تاش گنجفہ کھیلے جاتے ہیں۔ ہر وقت رقص و سرود کی محفلیں گرم رہتی ہیں۔ اُس نے معلوم کر لیا کہ دولت صرف چند دن کی مہمان ہے۔ اظہر کو کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ چُپ چاپ واپس چلا آیا۔ اور اُس نے دل میں عہد کر لیا۔ کہ اب فرخندہ کو اظہر کے گھر نہیں بھیجوں گا۔

دو ماہ کے بعد فرخندہ کی گود میں چاند سا بچہ تھا۔ کمرہ میں لیٹی ہوئی تھی۔ بچہ پاس کھیل رہا تھا۔ وہ اپنی قسمت کی برگشتگی پر غور کر رہی تھی۔ اچانک ماما گھبرائی ہوئی داخل ہوئی "دلہن بیگم آپ نے کچھ سُنا" فرخندہ گھبرا گئی۔ جلدی سے بولی۔ "کیا ہے خیریت تو ہے؟" "بیگم زبان میں یارا نہیں کہ کچھ کہہ سکے۔" ماما بولی "نواب صاحب نے اسی سے جو ہر دم اپنا جال بچھائے مجرے میں حاضر رہتی تھی نکاح کر لیا۔" فرخندہ کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ بیہوش ہو گئی۔ اس رُوح فرسا خبر کے سُنتے ہی سب کے ہوش و حواس قائم نہ رہے۔ ہر ایک سکتہ میں آ گیا۔ فرخندہ پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ کامل دو ماہ چارپائی پر پڑی رہی۔ مگر اظہر نے کبھی سسرال آنے کی زحمت گوارا نہ کی۔

صبح کا وقت تھا۔ پھولوں کی کیاری کے نزدیک فرخندہ مسہری پر لیٹی ہوئی تھی۔ چہرہ شدّت علالت سے کمزور رنگ ہلدی سے زیادہ زرد ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں گہرے حلقے پڑ گئے۔ سُرخ ہونٹ سفید۔ شدّتِ نقاہت سے ہر وقت ایک بیہوشی سی طاری رہتی۔ اس کے کانوں میں ایک محبت آمیز آواز آئی "فرخندہ کیسی طبیعت ہے"۔ فرخندہ نے آنکھیں کھولدیں اس کا بھائی رفیق پاس کھڑا تھا "تشریف رکھیئے بھائی جان"۔ فرخندہ نے کہا "الحمد للہ بخیریت ہوں۔ آپ پریشان معلوم ہوتے ہیں یا میری آنکھیں دھوکہ کھا رہی ہیں نہیں واقعی آپ کے چہرہ پر تو پریشانی برس رہی ہے"۔ "کچھ نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہن۔" رفیق نے ٹالتے ہوئے کہا۔ مگر فرخندہ بولی "آپ بے فائدہ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپکی آنکھوں کی بے چینی ہی کسی گہرے فکر کا پتہ دے رہی ہے" فرخندہ کے بہیم اصرار سے آخر رفیق بولا "پیاری بہن! کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا۔ اور بغیر کہے رہا نہیں جاتا۔ بھائی اظہر پر قرضخواہوں نے نالش کر رکھی ہے۔ وہ حیران پریشان پھر رہے ہیں۔ فرخندہ یہ سُنکر سناٹے میں آگئی۔ گھبرا کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں کے آگے نالش کا منظر چھا گیا۔ اُسے ایسا معلوم ہوُا جیسے اظہر کو سپاہی لئے جا رہے ہیں۔ وہ بیہوش ہوگئی۔ رفیق جلدی سے اُسے ہوش میں لایا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آہ! جسکا ڈر تھا وہی ہوُا۔ کس قدر نالش کی گئی ہے۔" دس ہزار" رفیق نے کہا۔ بھائی جان میرا زیور سترہ ہزار کا ہے یہ کس کام آئے گا۔ لیجا کر دے دیجئے۔ رفیق بہن کے خلوصِ محبت اور ایثار سے حیران رہ گیا۔ فرخندہ کے بہیم اصرار سے رفیق روپیہ لے کر روانہ ہوگیا۔ مگر وہاں جاکر معلوم ہوُا کہ اظہر مفقود الخبر ہے۔ رفیق نے ہر چند تلاش کی مگر کوئی پتہ نہ مل سکا۔ اور اس کے وہ دوست جو اُس کے گرد پروانوں کی طرح جمع رہتے تھے۔ اُس کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھنے لگے۔ رفیق روپیہ ادا کر کے واپس چلا آیا۔

رفیق نے ہر چند اظہر کی تلاش کی۔ مگر وہ نہ ملسکا۔ فرخندہ کا خیال تھا کہ اظہر آج نہیں تو کل۔ کل نہیں تو پرسوں۔ مہینہ دو مہینہ کے بعد آہی جائے گا۔ مگر تین سال گذر گئے اظہر نے نہ آنا تھا نہ آیا۔ رفیق تلاش سے مایوس ہوچکا تھا۔ اس کی والدہ غم میں گھلی جاتی تھی۔ فرخندہ کی حالت خراب رہتی۔ مُنہ پر ہر وقت زردی چھائی رہتی۔ آخر فرخندہ کے والد نے نکاح ثانی کی تجویز سوچی۔ فرخندہ سے دریافت کیا۔ مگر فرخندہ کسی طرح مانتی نہیں تھی وہ کسی کو نکاح ثانی کا نام نہیں لینے دیتی تھی۔ اُس کے والد نے خود کہا۔ دُوسروں سے کہلوایا۔ والدہ نے منّتیں کیں۔ سہیلیوں نے بھی کہا کہ تمہاری زندگی برباد ہو رہی ہے اپنی جوانی پر ہی کچھ رحم کرو۔ خدا رسول کا حکم ہے کوئی گناہ تو نہیں۔ آخر فرخندہ نے سوچا کہ واقعی ابّا جان کا فرمانا درست اپنے بیگانوں کا کہنا بجا۔ مجھے استخارہ کرنا چاہیئے۔ آہ! انہیں گئے ساڑھے تین سال ہوچکے۔ تلاش میں کوئی کمی نہیں۔ مگر میری قسمت کی برگشتگی۔ افسوس اظہر کیا آپ کو اپنا بچہ بھی یاد نہیں آتا۔ ایسے ہی فرخندہ کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ "اظہر پھٹے پُرانے کپڑے پہنے شرمندگی سے سر جھکائے دُور جا رہا ہے۔ فرخندہ کی آواز سُننے کے باوجود واپس نہیں آتا۔ اور اُسے کوئی خواب میں کہہ رہا ہے۔ بچّہ کی سلامتی اور تمہاری زندگی کی سلامتی ہوگی اگر تم اپنے والد کا کہنا مان لو" دُوسرے دن صبح فرخندہ نے اپنا آخری فیصلہ یہ دیا کہ جس طرح والد صاحب فرمائیں مَیں تیار ہوں۔

فرخندہ کی شادی سیٹھ ظہیر الدین سے ہوگئی۔ ظہیر الدین حال ہی میں منصور پور آئے تھے۔ ایک شاندار کوٹھی کرایہ پر لے رکھی تھی۔ نوکر چاکر بگھی گھوڑے۔ خوشحال فارغ البال۔ وہ ایک خوش طبع انسان تھا۔ فرخندہ کے لئے ہر ممکن آرام دہ سامان مہیا تھے۔ ظہیر الدین کی خوش طبعی اور ظریف طبیعت اُسے کسی وقت ملول نہ ہونے دیتی تھی۔ مگر پھر بھی فرخندہ کو کبھی کبھی گھر کی بربادی آٹھ آٹھ آنسو رُلاتی۔ باوجود اس قدر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دولتمند اور امیر ہونے کے فرخندہ فقیر کو خود خیرات دینے جاتی - غریبوں کا خاص خیال رکھتی - ظہیر صاحب کہتے - کہ بیگم خدا نے ہمیں اتنے نوکر چاکر دے رکھے ہیں - تم اُن سے کہہ کر کیوں نہیں خیرات دلواتی - فرخندہ یہ سنکر کہتی کہ مجھے جو لطف اپنے ہاتھ سے دینے میں حاصل ہوتا ہے وہ دُوسرے سے نہیں ہوتا - یہ کہتے کہتے اس کا دل کسی اور نظارہ کے دیکھنے میں محو ہو جاتا -

ایک دن ظہیر کہنے لگا - بیگم کسی دن میں بھی ان فقیروں میں شامل تھا - اور مَیں بھی در بدر ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا - بعض دفعہ کئی کئی دن تک پیٹ بھر کر کھانا تک نہیں ملتا تھا - مگر پھر خدا نے میرے حال پر رحم کیا اور مجھے غیب سے اتنی دولت عطا فرمائی - کہ مَیں اس کی قدرت پر حیران رہ جاتا ہوں - ظہیر الدین اپنی کہانی سُنا رہا تھا - فرخندہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں نکل رہی تھیں - وہ کسی اور نظارہ کو دیکھنے میں محو تھی - ظہیر الدین نے اس کی طرف دیکھا - وہ رو رہی تھی - کہنے لگا - بیگم کیا میری کہانی سُن کر آپ کو تکلیف ہوتی ہے - لو مَیں نہیں سُناتا - بس چُپ کر جاؤ -

شام کے وقت ظہیر الدین اور فرخندہ کھانا کھا رہے تھے کہ دروازہ پر ایک فقیر صدا کرنے لگا - "سودا نقد بہ نقد ہے اس ہاتھ سے دے اس ہاتھ سے لے" ظہیر بولا - بیگم ! چاولوں کی پلیٹ اور نصف مرغ ناہید کو پکڑا دو - فقیر کو دے آئے - مگر فرخندہ خود لے کر اُٹھی - دروازہ تک پہنچنے نہ پائی تھی کہ اُس نے دیکھا - دروازہ کھلا ہے - اور فقیر سر جھکائے صدا کر رہا ہے - "سودا نقد بہ نقد ہے - اس ہاتھ سے دے اس ہاتھ سے لے" فرخندہ کی نگاہیں اٹھیں فقیر پر پڑیں - فقیر کو پہچانا اس کا رنگ فق ہو گیا - پلیٹ ہاتھوں سے چھُوٹ گئی - فرخندہ غش کھا کر دھڑام سے زمین پر آ رہی - گرنے کی آواز سُنکر ظہیر الدین اور ناہید دوڑے آئے - ناہید نے جلدی سے دروازہ بند کر کے دونوں نے مل کر اس کو پلنگ پر ڈالا اور ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگے - ناہید نے چاول روٹی دے کر فقیر کو رخصت کیا - کامل گھنٹہ کے بعد فرخندہ ہوش میں آئی - آنکھوں سے آنسو جاری تھے "کیسی طبیعت ہے بیگم؟" ظہیر الدین نے پُوچھا - الحمد للہ فرخندہ نے جواب دیا -

ظہیر - آپ کیسے بیہوش ہو گئیں؟

فرخندہ - کیا فقیر رخصت ہو گیا -

ظہیر - ہاں کب کا جا چکا - لیکن آپ کو کیا ہُوا؟

فرخندہ - وہ فقیر میرا پہلا خاوند اظہر تھا -

ظہیر - اور وہ فقیر جس کو تمہارے خاوند نے چار سال پہلے دھکے دیکر نکال دیا تھا - وہ میں ہی تھا ؏

(امۃ السلام قادیان)

کٹلٹس

اشیاء - آلو ایک سیر - انڈے تین عدد - بکرم پانچ عدد - قیمہ آدھ پاؤ - گھی ایک پاؤ -

ترکیب :- قیمہ حسب دستور پکا لیا جائے - پھر آلو اُبال کر سل پر پیس لیں اور نمک مرچ ملا کر آلو کی ٹکیہ بنا کر دو ٹکیوں کے درمیان قیمہ بھر دیا جائے پھر بکرم پیس کر ان ٹکیوں کے اُوپر لگا دیں - بعد میں انڈے کی سفیدی ٹکیوں پر لگا دیں اور گھی میں سرخ کر کے نکال کر نوش فرمائیں بیحد لذیذ ہونگے ؏

(سارہ بیگم دینیات درجہ ثانیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی پردہ

(از محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ فیروز پور)

آجکل مغربی تعلیم وتربیت کی بدولت دُنیا کا جو حال ہو رہا ہے وہ کسی بیان کا محتاج نہیں۔ مغربیت کی کورانہ تقلید سے ہندوستانیوں نے جس قدر نقصان اٹھائے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس پُرآشوب زمانے میں حد سے زیادہ بڑھی ہُوئی آزادی کی طرف مائل ہونا ہلاکت کے گڑھے میں گرنے کے مترادف ہے۔ خود یورپین اقوام بھی اس حد سے بڑھی ہوئی آزادی کو روکنے کی تدابیر پہ غور کر رہی ہیں۔ مگر ہمارے ہندوستانی اسکی اندھا دھند تقلید کر رہے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے جو نتائج نکل رہے ہیں۔ وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔

افسوس ہے ان لوگوں پر جو بغیر سوچے سمجھے نقل کئے جا رہے ہیں۔ کاش ہمارے ہندوستانی آزادی کی اس نقل میں ذرا عقل سے کام لیتے۔ تو آج یہ موجودہ دَور اس قدر خطرناک نہ ہوتا۔ یورپین سوسائٹی کی نقل کا یہ نتیجہ ہُوا کہ آج کل عورت کا کام ہی یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ بن ٹھن کر مال روڈ پر تیتری کی طرح سیر کرے۔ ایک پھُول سے دوسرے پھُول کی طرف اُڑتی پھرے۔ اور اپنے بہترین مایۂ ناز شرم وحیا وعفت وعصمت کو خاک میں ملاتی رہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "حیا جزوِ ایمان ہے"۔ نسوانی حیا کا بقا پردہ ہی سے ہے جس سے نکلنا حیا کے پردے کو چاک چاک کرنا ہے۔

آج کل لوگ عورتوں کو بے حد آزادی دینے کے خواہاں ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تعلیم مخلوط ہونی چاہیئے۔ اور پردہ نہیں کرنا چاہیئے اور کہا جاتا ہے کہ پردے کے ہوتے ہوئے عورت تعلیم حاصل ہی نہیں کر سکتی۔ مگر ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسے اعتراضات کے محل کی بنیاد صرف ریت پر ہے۔ شریعت کی مثال دوا فروش کی دوکان کی مانند ہے۔ اگر وہ دوکان ایسی نہیں ہے جس میں ہر مرض کی دوا مل سکے۔ تو وہ دوکان نہیں چل سکتی۔ لیکن اسلام میں ہر مرض کی دوا موجود ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ طلب العلم فریضۃ علیٰ کلّ مُسلمٍ و مُسلمۃ۔ اگر ہم بنظرِ غائر اس زمانہ کا مطالعہ کریں۔ تو روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس زمانہ کی مستورات کس قدر عالمہ و فاضلہ تھیں۔ مگر کیا وہ دَورِ حاضرہ کی عورت کی طرح آزاد تھیں؟ ہرگز نہیں! وہ پردہ کے ہوتے ہوئے بھی اس قدر لائق فائق تھیں کہ آج کل کی عورتیں لیاقت میں ان کے عشرِ عشیر بھی نہیں۔ پس یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ پردہ کی موجودگی حُصولِ تعلیم میں مانع ہے۔ آخر اس زمانہ میں بھی تو عورتیں مَردوں سے درس تدریس حاصل کرتی تھیں۔ اور پردہ کے ہوتے ہوُئے بھی مَردوں کو پڑھاتی تھیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ "نصف دین عائشہ رضؓ سے سیکھو"۔ اب کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے چونکہ ایک دنیا کو علم سکھانا تھا۔ اسلئے انہوں نے نعوذ باللہ پردہ کو بھی خیرباد کہہ دیا ہوگا۔ نہیں بلکہ پردے کے باوجود بڑے بڑے علماء ان کے سامنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زانوئے تلمذ تہ کرنے کو اپنا فخر سمجھا کرتے تھے۔

پس یہ دلیل بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اگر عورتیں چاہیں تو وہ پردے کی موجودگی میں بھی بڑے بڑے کام کر سکتی ہیں۔ آخر وہ بھی تو عورتیں ہی تھیں۔ جو پردہ کرتے ہوئے جنگوں میں شامل ہوئیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ پانی پلاتیں اور اس قسم کے دوسرے کام سرانجام دیتیں۔

لیکن جہاں ہم پردے کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتے وہاں اس امر کے اظہار سے بھی نہیں رک سکتے کہ آجکل بعض مسلمان خاندانوں میں پردے کا غلط مفہوم بری طرح رائج ہے۔ دراصل لوگوں نے پردے کے متعلق افراط و تفریط سے کام لیا ہے۔ ایک طرف تو یہ حالت ہے کہ بعض اسلامی سلطنتوں تک مثلاً ٹرکی وغیرہ میں زبردستی پردہ ترک کرایا جاتا ہے۔ اور ہندوستان میں مغربیت کے اس اثر کے نتیجہ میں "روشن خیال" "مہذب" "تعلیم یافتہ" "اپ ٹو ڈیٹ" نوجوان پردہ کو ہتک خیال کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جنکا میلان پردے کے مسئلہ میں متشددانہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ عورتیں حتے الوسع ڈولی میں سفر کریں۔ انکی آواز بھی نہ سنائی دے اور بالکل گھر کی چار دیواری میں مقید رہیں۔ اگر نکلیں تو صرف رات کو۔ یہ دونوں باتیں عدل سے گری ہوئی ہیں۔

اس کے متعلق صحیح تعلیم قرآن مجید میں اس طرح درج ہے۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم اس تعلیم کا حضرت مسیح موعودؑ نے عیسائیت کی تعلیم سے مقابلہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ انجیل کہتی ہے "تو کسی کو بدنظری سے نہ دیکھ" مگر یہ بیہودہ بات ہے کیونکہ بدی دیکھنے کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ نہ کہ پہلے۔ اصل چیز یہی ہے کہ بدی کے منبع کو بند کیا جائے۔ اور وہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ انسان اپنی نظر نیچی رکھے۔ ذالک ازکی لھم۔ یہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ کہا جائے کہ بدنظری سے نہ دیکھو۔ کیونکہ یہ تو وہی بات ہوگئی۔ کہ ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

پس قرآن شریف نے اصل گر یہی رکھا ہے کہ نگاہ ہی نہ ڈالو۔ پھر فرمایا ہے۔ وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا۔ کہ مومن عورتیں بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھیں تاکہ ان کے فروج کی حفاظت ہو۔ اور اپنی زیب و زینت ظاہر نہ کریں۔ مگر وہ جو ظاہر ہو جائے۔

ماظھر منھا پر بہت اختلاف ہے۔ کسی نے اس سے مراد کپڑے لئے ہیں۔ کسی نے منہ اور ہتھیلیاں بعض نے زیورات۔ مگر قرآن کریم کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ جو خود بخود ظاہر ہوتی ہے۔ اور جو حصہ تم مجبوراً ڈھانپ نہیں سکتیں اس وجہ سے پردے کی دو قسمیں بنتی ہیں۔ پہلی قسم میں وہ عورتیں داخل ہیں جو اس بات کی حفاظت کر سکتی ہیں کہ انکے ہاتھ پاؤں ظاہر نہ ہوں۔ یعنی امراء وغیرہ۔ انکے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ان کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ اور دوسری قسم میں کام کرنے والی غریب عورتیں شامل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ وہ جب تک مردوں کے ساتھ مل کر کام نہ کریں ان کا گذارہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اور کام کرتے وقت انکے ہاتھ پاؤں کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ پس ان کے لئے حکم ہے کہ ان کو چھوڑ کر وہ باقی جسم کا پردہ ضرور کریں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ پردہ الگ الگ ہے۔ ایک امراء کے لئے اور ایک غرباء کے لئے۔

پس ان آیات میں عورتوں کو گھر میں قید کرنیکا حکم نہیں بلکہ ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا سے مستنبط ہوتا ہے کہ وہ باہر پھر سکتی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کسی عورت کے متعلق ڈاکٹر یہ تجویز کریں۔ کہ وہ صحت کے لئے منہ وغیرہ نہ ڈھانپے تو یہ اس کے لئے جائز ہوگا۔ پردہ کے متعلق مزید وضاحت مندرجہ ذیل آیات میں ہے:-

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا
يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ
اٰبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ
اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ
اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ
اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ
وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ
زِيْنَتِهِنَّ ط

اس جگہ بتلایا گیا ہے کہ عورتیں اپنی اوڑھنیاں اس طرح لیں کہ گریبانوں سے ہو کر سر پر آجائیں۔ یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب پردے میں رہیں۔ اور اپنے پیروں کو ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ غلاموں کے متعلق بھی یہ حکم ہے کہ اگر ان کے بغیر کام نہ چل سکتا ہو تو اس صورت میں انکے سامنے ہونا چاہیئے ورنہ نہیں۔

پھر فرمایا ہے وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون۔ یعنی یہ وہ تدبیر ہے۔ جو ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔ اور دوسرا یہ طریق ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف جھک جاؤ۔ اور اس سے دُعا کرو۔ تا وہ ٹھوکر سے بچائے۔

پس خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ کیسی پاک تعلیم دی جس پر چل کر انسان ہر قسم کے خطرات سے بچ سکتا ہے۔ اور اُسنے تاکید کر دی ہے کہ نامحرم مرد نامحرم عورتوں کو اور انکی زینت کو ہرگز نہ دیکھیں۔ کیونکہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکر پیش آئے۔ اور یہی اسلامی پردے کی فلاسفی ہے۔ خدا کی کتاب میں پردے سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔ یہ ان نادانوں کا خیال ہے۔ جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔ بلکہ پردے کا اصل مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزادنظری سے روکا جائے۔ اور غیر محرم مرد کے سامنے عورت کا کوئی حصہ ہاتھ، پاؤں، چہرہ وغیرہ نہ آنے پائے۔ عورت کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اس طرح رہے کہ اُس کے بدن کے کسی حصہ پر بھی غیروں کی نظر نہ پڑ سکے۔ مگر مرد کے لئے چونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پردے کا حکم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے عورتوں کو حکم ہے کہ یغضضن من ابصارھن وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اسی طرح مردوں کو بھی غضِ بصر کا حکم ہے۔

بعض معترضین یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ عورت کو پردے کے لئے کیوں کہا گیا اور مرد کو کیوں نہیں کہا گیا۔ یہ عورت کی ہتک ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اصل حکم تو دونوں کے لئے ہی ہے مگر چونکہ مرد کا دائرہ عمل گلیوں اور بازاروں میں پھرنا اور باہر کے اُمور سرانجام دینا ہوتا ہے۔ اس لئے اگر اسے اس قسم کے پردے کا حکم دے دیا جائے۔ تو یہ اس کے کام میں خلل انداز ہوگا۔ لیکن عورت کا دائرۂ عمل اس کا گھر ہے۔ اور اس کے سپرد بچّوں کی تربیت اور خانگی اُمور ہیں۔ اس لئے اسے ایسے پردے کا حکم ہے۔ مگر اسکے باوجود بھی وہ آزاد ہے۔ اور برقع کے ساتھ (جو اس کی زیب و زینت چھپانے کا موجب ہے) ضرورت پر بڑی آسانی کے ساتھ باہر آ جا سکتی۔ تعلیم حاصل کر سکتی اور خرید و فروخت کر سکتی ہے۔

مگر آجکل لوگ فیشن پرستی میں اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ جس برقع کو زیب و زینت چھپانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ خود ہی زینت کے اظہار کا موجب بنجاتا ہے اسقدر شوخ اور بھڑکیلے برقعے پہنے جاتے ہیں کہ راہ چلتے کی نظر خود بخود اُدھر کھنچ جاتی ہے۔

پس چاہیئے۔ کہ عورتیں اپنے برقعوں کو بالکل سادہ رکھیں۔ اور احمدی بہنوں کو تو خصوصیت سے اس طرف توجہ کرنی چاہیئے کہ ان کے برقعے بالکل سادے ہوں اور جیسا کہ لجنہ اماء اللہ قادیان کا فیصلہ ہے۔ یا تو وہ کالے رنگ کے ہوں اور یا سفید۔ بہت زرق برق اور بھڑکیلے نہ ہوں۔ اور ہمیں چاہیئے کہ اسلامی پردے کو قائم رکھتے ہوئے تعلیم بھی حاصل کریں اور دوسرے ضروری کام بھی سرانجام دیں۔ اور پردے سے تغافل برت کر اسلام پر بٹہ نہ لگائیں۔

آج کل کالج کی تعلیم یافتہ لڑکیوں میں بے پردگی کی وباء اس قدر کثرت سے پھیل گئی ہے کہ خدا کی پناہ مگر جو نتیجہ اس کا نکل رہا ہے۔ وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اگر یہ لڑکیاں اور ان کے والدین اسلامی پردے کو قائم رکھتے۔ اور اس کے معیار کے مطابق سب کام کرتے۔ تو آج ہندوستانی قوم کی اخلاقی حالت اس قدر پست نہ ہوتی۔ اور اب بھی اگر یہ لوگ توجہ اور عقل سے کام لیں۔ تو ان باتوں کا سدِّ باب ہو سکتا ہے۔ پس ان کو چاہیئے کہ وہ یوروپین تقلید کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ اس میں نہ کوئی دینی فائدہ ہے نہ دنیاوی۔ بلکہ دونوں لحاظ سے نقصان ہے۔

اگر آج عورتیں اسلامی پردے پر قائم ہو جائیں اور افراط و تفریط سے کنارہ کشی اختیار کر لیں۔ تو ان سب ذلّتوں کا جو وہ اُٹھا رہی ہیں اور خسر الدنیا والاٰخرۃ کا موجب بن رہی ہیں۔ خاتمہ ہو جائے۔

دُعا ہے کہ خدا تعالےٰ ہمیں اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ اور ہمیں ہر قسم کی کمزوریوں اور لغزشوں سے پاک رکھے؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

66

دُرود شریف قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے

درُود شریف ایک ایسا بابرکت ذکر ہے۔ کہ اس کے بکثرت ورد سے انسان قربِ الٰہی حاصل کر سکتا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کا مستحق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”دُرود شریف بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدِ نظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپؐ کی کامیابیوں کے واسطے۔ درود شریف کے طفیل اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف جاتے ہیں۔ اور پھر وہاں جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جذب ہوتے ہیں۔ اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عرش کو حرکت دینا ہے۔ جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو لازم ہے، کہ وہ کثرت سے درود پڑھے۔ تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ درود شریف کا پڑھنا کس قدر ضروری ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم بکثرت درُود شریف پڑھا کریں۔ درُود شریف محبّت اور اخلاص سے بکثرت پڑھا جائے تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح درود شریف کے ذریعہ نمازوں میں لذّت حاصل ہوتی ہے۔ اور دُعاؤں میں قبولیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ خیال کہ درود پڑھنا بہت وقت چاہتا ہے درست نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا ذکر ہے جو اور کاموں کے کرتے وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ جبکہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھنے کے بعد اُٹھے۔ فرمایا کہ ”ہم حضرت صاحبؑ کی باتیں بھی توجہ سے سُنتے رہے ہیں۔ اور اس ایک گھنٹہ کے قریب وقت میں ہم نے پانچ سو مرتبہ درود شریف بھی پڑھا ہے۔“

پس ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ ہر وقت درود شریف پڑھتی رہیں۔ خواہ ہمارے ہاتھ کسی کام میں مشغول ہوں۔ کیونکہ درود تمام کامیابیوں کی کلید ہے۔

(امتہ اللہ درجہ ثانیہ)

ولادت

میری ماموں زاد بہن کے ہاں لڑکا تولد ہوا ہے جس کا نام محمد آمد علی خان رکھا گیا ہے بہنیں دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مولود کی عمر دراز کرے۔ اور اسے خادم دین بنائے ﴿ (مطلوبہ خاتون اہلیہ مولوی ناصر الدین عبداللہ صاحب وید بھوشن پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفظانِ صحت

تیمارداری کے اصول

کہتے ہیں عیادت کو جانا بھی عبادت ہے۔ اور حقیقت میں یہ بات بہت حد تک ہے بھی درست۔ لیکن آج کل بعض لوگ بیمار پرسی کیلئے جانا کچھ زیادہ پسند نہیں کرتے۔ عام طور پر کہہ دیا جاتا ہے کہ ایک تو بیمار کو خود تکلیف ہے۔ دوسرے اُس کے ہاں جاکر اسکو تکلیف دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ لیکن شائد انہوں نے اس بارہ میں غور نہیں کیا ہوتا۔ جب انسان بیمار ہوتا ہے۔ تو حتی الوسع یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس کے دل کو بہلا کر اُس کی تکلیف کو ہلکا کر دیا جائے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب مریض کے تیماردار اس بات کا خاص خیال رکھیں۔ لیکن گھر کے لوگوں کو بیمار کے پاس زیادہ عرصہ تک بیٹھنے کا موقع نہیں ملتا۔ ان کا وقت ادھر ادھر کاموں میں صرف ہو جاتا ہے۔ عام طور پر بیمار چاہتا ہے کہ اس کے پاس ہر وقت کوئی نہ کوئی بیٹھا رہے۔ اور اس کی گھبراہٹ کو دُور کیا جائے۔ چنانچہ اگر اس کی ملنے جلنے والیاں اس کی عیادت کو جاتی رہیں تو یقیناً اُس کا دل بہل جائے گا۔

مریض کے پاس جاتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ آپ کے ساتھ بچے نہ ہوں۔ کیونکہ بچے نہ صرف آپ کو پریشان کریں گے۔ بلکہ مریض کے لئے بھی پریشانی کا باعث بنینگے۔ اور نہ ہی آپ کے ساتھ عورتوں کا زیادہ جمگھٹا ہو۔ اس سے بھی بیمار گھبرا جاتا ہے۔ مریض کی چارپائی پر حتے الوسع نہ بیٹھیں۔ کیونکہ آپ کے ہلنے جلنے سے اس کو تکلیف ہوگی۔ اس کے ساتھ ہنس ہنس کر اور خوش مزاجی سے باتیں کریں۔ بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ وہاں بھی گھریلو جھگڑے لے بیٹھتی ہیں۔ نندوں، ساسوں یالبیس، فیتوں۔ اور کپڑوں کے قصے ختم ہونے میں نہیں آتے۔ ایسی باتیں مریض کی تکلیف کی زیادتی کا باعث بن جاتی ہیں اور وہ دل ہی دل میں دُعا کرتا ہے۔ کہ اگر یہ جلدی اُٹھ کر چلی جائیں۔ تو بہتر ہو۔ اس لئے اگر آپ غمگین بھی ہیں۔ تو مریض کے پاس جاتے وقت خوش طبع رہیں۔ اگر مریض خطرناک ہے۔ تو اُس کو اُس بد نتائج سے ہرگز آگاہ نہ کیا جائے۔

ایسے موقع پر مریض کے لئے تحفہ لے جانا بے فائدہ نہ ہوگا۔ اگر مریض زیادہ بیمار ہو۔ تو اس کے لئے خوبصورت خوشبودار پھول لے جانے نہایت مناسب ہونگے۔ ان کی معطر خوشبو سے مریض تکلیف میں کمی محسوس کریگا۔ اور اگر مریض زیادہ بیمار نہ ہو۔ لیکن اس کی بیماری لمبا عرصہ اختیار کر چکی ہو۔ تو پھر کوئی کتاب بطور تحفہ لیجانی چاہیئے۔ کتاب کے حروف باریک نہ ہوں۔ بلکہ خوب کھلے کھلے اور صاف ہوں۔ نیز کتاب ایسی ہو۔ کہ جسے پڑھ کر بیمار کا دل خوش ہو سکے۔ اور وہ کتاب ہو بھی اس کے مزاج کے موافق۔ خوبصورت تصویر جس میں کسی قدرتی منظر کا نقشہ کھینچا گیا ہو۔ بیمار کو دیجا سکتی ہے۔ الغرض اگر بیمار کے ساتھ آپ کے خاص تعلقات ہیں تو ایسے تحائف لے جانا اُس کے لئے فرحت کا باعث ہونگے۔ مریض کے

([illegible] محمودہ [illegible] قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمونیا

اگر زکام یا سینے کے درد میں غفلت کی جائے تو نمونیا ہو جاتا ہے۔ ماں کو چاہیئے۔ کہ بچے کی صحت کے متعلق چوکس رہے۔ جہاں بچے کو ذرا کھانسی ہو تو سمجھ لے کہ بچہ بیمار ہے۔ بہت سے بچے نمونیا کی وجہ سے پہلے ہی سال موت کے گھاٹ اُتر جاتے ہیں۔ احتیاط کی کمی۔ ہاضمہ کی خرابی۔ صحت کا بگاڑ۔ بچوں میں نمونیا کا سب سے بڑا باعث ہے۔

اکثر بچے چونکہ نمونیہ سے جان بر نہیں ہوتے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے حملے سے روک تھام کر لی جائے۔ اس طرح نمونیا کے مریضوں کی تعداد بہت حد تک کم ہو جائے گی۔ جونہی کسی گھر میں بچے کو نمونیا ہو۔ فوراً ڈاکٹر سے علاج کراؤ۔ اور بہت احتیاط کرو۔ مریض کو آرام سے رکھو۔ کسی حالت میں بھی حرکت کرنے کی اجازت نہ دو۔

علاوہ ازیں بچے کو گھر کے سب سے اچھے اور روشن کمرے میں رکھو۔ کمرے سے غیر ضروری اسباب نکال دو۔ آنے جانے والوں کو بچے کے قریب مت آنے دو۔ بچے کی غذا کا مناسب انتظام کرو یاد رکھو۔ کہ بچے کا معمولی زکام بڑھکر نمونیا ہو کر جان لیوا ہو سکتا ہے۔ اس لئے زکام کی حالت میں کبھی غفلت نہ کرو۔

(امۃ الرشید درجہ ثالثہ)

سہیلی کیسی ہونی چاہیئے؟

یہ سوال کہ سہیلی کیسی ہونی چاہیئے؟ اکثر بہنوں کے دلوں میں پیدا ہوا کرتا ہے۔ میرے نزدیک تعلقاتِ محبت قائم کرنے کے لئے ہمیشہ ایسی لڑکی کو منتخب کرنا چاہیئے۔ جو شریف اور نیک ہو۔ بلند اور وسیع خیالات کی مالک ہو۔ اگر نیک صحبت ہوگی۔ تو نہ صرف ہمارے افعال بلکہ خیالات بھی سلجھے ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ پس اس معاملہ میں ہر بہن کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ دوستی پیدا کرنے سے پیشتر یہ احتیاط کر لے۔ کہ جس سے دوستی پیدا کی جا رہی ہے کیسی اور کس قسم کی خوبیوں کی مالک ہے۔

وفادار سہیلی ایک زبردست پناہ ہوتی ہے۔ نیک ارادوں میں ہماری تائید کرتی ہے۔ بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ کمزوری میں ہمیں جرأت دلاتی ہے۔ پس سہیلی کے انتخاب میں غور و فکر سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا اثر زندگی پر بہت گہرا پڑتا ہے۔ جو اوصاف ہماری سہیلیوں کے ہوں گے۔ یقیناً ہم بھی انہی کی نقل کریں گی۔ اور چونکہ ہماری خوشی اور پاکیزگی کا انحصار سہیلیوں کے عمدہ انتخاب پر موقوف ہے۔ اس لئے سہیلی صرف اس کو بناؤ۔ جو ذہین ہو۔ بہادر ہو۔ پاکباز ہو۔ مذہب اور شریعت کی پابند ہو۔ جس کا دامن شرک سے پاک ہو۔ جو خود دار ہو۔ زندگی میں ہمارا ساتھ دینے والی ہو۔ نیک کاموں کی تائید کرنے والی ہو۔ جرأت اور دلیری

سکھانے والی ہو۔ اور نقائص و معائب سے ہمیں آگاہ کرنے والی ہو۔ جس میں یہ تمام خوبیاں ہوں۔ یقیناً اس کو سہیلی بنانے پر ہم جتنا فخر کریں تھوڑا ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ سہیلی سے بگاڑ پیدا کرنے میں عجلت سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اگر کسی وقت کوئی شکایت پیدا بھی ہو جائے۔ تو صبر و تحمل کے زرین اور سنہری اصول سے کام لینا چاہیئے۔ نباہ کا بہترین طریق یہ ہے کہ ہم اپنی سہیلیوں کی خوبیوں کو دیکھا کریں۔ اور ان کے نقائص کو کبھی خیال میں بھی نہ لائیں۔ ہمیشہ محبت سے رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ محبت محبت سے ہی قائم رہ سکتی ہے۔

(سیدہ بشریٰ رعنا بنت حافظ سید عزیز اللہ شاہ صاحب)

کھیل۔ چھائیوں۔ بدنما داغوں۔ خارش۔ اگزیما وغیرہ
جلدی جراثیمی امراض کا مکمل علاج
نیوٹرین رجسٹرڈ
قیمت پندرہ آنہ
گورنمنٹ کے کیمیکل اگزیمینر کی ٹیسٹ کی ہوئی ہے
تمام ڈاکٹر اس کے استعمال کی سفارش کرتے ہیں
تمام ہندوستان کے کیمسٹ و جنرل مرچنٹ بیچتے ہیں
تیار کرنے والے:- کیمیکل مینوفیکچرنگ کمپنی بمبئے اور کلکتہ
(سول ایجنٹ برائے قادیان سلطان برادرز احمدی جنرل مرچنٹ)
وی پی کا پتہ:- اے جہانگیر جی نیوٹرین ایجنٹ سناکسٹ جالندھر شہر

لجنہ اماء اللہ دہلی کا گیارہواں تبلیغی جلسہ

خدا کے فضل سے لجنہ اماء اللہ دہلی کا گیارہواں تبلیغی اجلاس ۱۷ مارچ احمدیہ فرنیچر سٹور کشمیری دروازہ میں منعقد ہوا جسمیں بعض احمدی مستورات اور ہمارے علماء کرام نے تقاریر کیں۔ اس جلسہ میں بہت سی احمدی اور غیر احمدی معزز بیگمات نے شرکت کی۔

جلسہ کی کارروائی اس طرح ہوئی کہ تلاوت قرآن شریف کے بعد بعض خادمات الاحمدیہ نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ اسکے بعد پریذیڈنٹ صاحبہ نے خطبہ صدارت پڑھا جسمیں آپ نے بتایا کہ احمدیت کی ترقی کا کیا راز ہے۔ پھر شمیم بیگم صاحبہ عارفہ نے معیار صادقین کو کئی پہلو سے واضح کیا۔ اسکے بعد مہاشہ محمد عمر صاحب نے تقریر کی جسمیں بتایا کہ اسلام سے پہلے عورتوں پر کیا کیا ظلم روا رکھا جاتا تھا۔ اور کس طرح اسلام نے عورت کی حیثیت کو بڑھا کر اسے پستی سے بلندی تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد امۃ العزیز بیگم صاحبہ اہلیہ بابو صلاح الدین صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر تقریر کی۔ اسکے بعد انور بیگم صاحبہ بنت بابو نصیر الحق صاحب نے احکام الٰہی پر اپنا مضمون سُنایا۔ پھر بعض خادمات الاحمدیہ نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ایک ایمان افروز تقریر فرمائی۔ سات بجے الحاج مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؔ نے میجک لنٹرن کے ذریعہ بتایا کہ اسلام کس طرح اکناف عالم میں پھیل رہا ہے۔ اور جماعت احمدیہ اسلام کی کیا خدمت کر رہی ہے۔ بعد ازاں دُعا پر جلسہ ختم ہوا۔

(سکرٹری لجنہ اماء اللہ دہلی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہلک مذاق

دنیا میں خوش مزاجی کو ہر جگہ پسند کیا جاتا ہے۔ لیکن صحیح معنوں میں مذاق وہی ہے جو انبساط پیدا کرے۔ بعض اوقات مذاق بُرے نتائج بھی پیدا کر دیتا ہے۔ مذاق کرنیوالے کا مدعا تو صرف خوش ہونا اور خوش کرنا ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی یہ ایک افسوسناک صورت بھی اختیار کر لیتا ہے۔ جس سے بعض دفعہ مہلک ثابت ہوتا ہے۔ ذیل میں مہلک مذاق کے چند واقعات قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

مغربی ممالک میں بیاہ شادیوں کے موقع پر اکثر گھروں میں طرح طرح کے کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ جن میں دُولھا اور دلہن بھی حصہ لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک خاندان کے افراد نے "آنکھ مچولی" کا کھیل تجویز کیا۔ جب دلہن کی باری آئی۔ تو وہ ادھر اُدھر دیکھ بھال کر کہیں رُوپوش ہوگئی۔ بہت دیر تک اس کی تلاش کی گئی۔ لیکن وہ نہ ملی۔ چنانچہ سب کو فکر دامنگیر ہوئی۔ اور تمام مکان کا کونا کونا چھان مارا۔ لیکن دلہن کا کہیں پتہ نہ چلا۔ آخر کار گھر کے لوگ نااُمید ہو کر بیٹھ رہے۔ اور محفل شادی ماتم کدہ بن گئی۔

کچھ سال کے بعد جب گھر کی صفائی وغیرہ کی گئی تو مکان کے پچھلے حصہ یعنی گودام میں لکڑی کا ایک بکس پڑا ہوا تھا اسے کھولا گیا۔ تو اس میں سے ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ نکلا۔ جو زیورات اور لباس سے بالکل اسی طرح آراستہ تھا جیسا کہ دلہن کو آراستہ کیا گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ دلہن ہنسی کھیل کا خود شکار ہوگئی تھی۔ وہ اس لکڑی کے بکس میں آ کر چُھپی تھی۔ لیکن بکس خود بخود بند ہو جانے کی وجہ سے باہر نہ نکل سکی۔

اسی طرح کچھ عرصہ ہوا۔ ایک سکول میں لڑکوں نے ایک ڈرامہ سٹیج کیا۔ ایک قتل کے سین میں قاتل نے خنجر سے دوسرے لڑکے پر یکایک مصنوعی طور پر حملہ کیا۔ لڑکے نے اپنا ہاتھ سینے پر مارا اور فوراً زمین پر گر پڑا۔ لڑکوں نے سمجھا کہ اس نے اچھی اداکاری کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس لئے اسے کچھ نہ کہا۔ کچھ دیر کے بعد جب اسے اٹھایا گیا۔ تو وہ مر چکا تھا۔ لڑکا رقیق القلب تھا۔ فوری دہشت کی وجہ سے حرکت قلب بند ہونے سے موت واقع ہوگئی تھی۔

ایک شخص اپنے دو لڑکوں کے ساتھ ان کا دل بہلانے کے لئے کھیل رہا تھا۔ ہنسی ہنسی میں اس نے بڑے لڑکے کو گلے سے پکڑ کر اُوپر اٹھایا جس سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور لڑکا زمین پر گر گیا۔ باپ نے فوراً ڈاکٹر کو بلوایا۔ جس نے معائنہ کے بعد کہا کہ لڑکا مر چکا ہے۔ جب باپ سے پوچھا گیا کہ موت کیونکر واقع ہوئی تو اس نے اضطراب کی حالت میں سمجھانے کے لئے تمثیلاً دوسرے لڑکے کو بھی گردن سے پکڑ کر اٹھایا۔ اس کا بھی وہی حشر ہؤا۔ اور اس طرح غریب باپ کے اپنے ہاتھوں سے دو بیٹوں کی موت واقع ہوئی۔

ایک سکول کے چند لڑکے اپنے بڈھے چپڑاسی سے بہت نالاں تھے۔ کیونکہ وہ اکثر ان کی شکائت ہیڈ ماسٹر سے کر دیا کرتا تھا۔ لڑکوں نے فیصلہ کیا۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسے غمازی کی سزا دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے پہلے یکے بعد دیگرے بہت سے گمنام خطوط اسے بھیجے۔ جن میں اسے قتل کی دھمکی دی۔ اور ان خطوط میں قتل کرنے کے مختلف طریقے بھی بیان کر دیئے۔ لڑکوں کو پتہ نہ تھا۔ کہ اس قسم کی تحریروں سے اس بڈھے کے ضعیف دماغ میں دہشت پیدا ہو جائے گی آخر ایک دن بڈھے کو خط ملا۔ جس میں لڑکوں نے لکھا ہؤا تھا۔ کہ تم اسی ہفتہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ دو تین دن کے بعد چند لڑکے رات کے وقت بڈھے کے مکان پر پہنچے۔ بڈھا تنہا مکان پر سو رہا تھا۔ لڑکوں نے موقع غنیمت جان کر پہلے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اور منہ بند کر کے ایک دوسرے کمرے میں لے گئے۔ وہاں اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اور اس کا سر ایک میز پر رکھ دیا۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ اب اس کے اردگرد چند ایسی آوازیں پیدا کیں گویا اس کے قتل کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ بڈھا ایک تو خوف سے کچھ نہ بولا دوسرے اس کا منہ سختی کے ساتھ بند کر دیا گیا تھا۔ آخر کار ایک لڑکے نے جو ان سب کا سرغنہ تھا۔ اونچی آواز میں کہا "او بڈھے! تجھے سکول کے لڑکوں کی چغلی کھانے کی سزا دی جاتی ہے۔ تجھے ابھی تلوار سے قتل کر دیا جائے گا"

اس کے بعد ایک لڑکے نے ایک رومال پانی میں تر کر کے اس کی گردن سے آہستہ سے چھوا دیا۔ بڈھے کے جسم نے خفیف سی حرکت کی اور پھر ساکت ہو گیا۔ ادھر لڑکوں نے قہقہہ لگایا۔ اور اس کی آنکھیں کھول دیں۔ اور اسے اُٹھنے کے لئے کہا لیکن وہ نہ اٹھا۔ اُسے اٹھانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اُس کے ہاتھ پیر ہل نہ سکتے تھے۔ اُس نے تر رُومال کے کنارے کو تلوار کی ڈھال خیال کیا اور خوف سے مر چکا تھا۔

اسی طرح آسام میں ایک ریلوے افسر کے مذاق نے ایک غریب شخص کی جان لی۔ یہ افسر ایک چھوٹے سے ریلوے اسٹیشن پر مقیم تھا۔ جس کے قصبہ کی آبادی صرف پانچ سو اشخاص پر مشتمل تھی۔ گورنمنٹ کو اس قصبہ میں ایک سپیشل مجسٹریٹ مقرر کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اور اس ریلوے افسر ہی کو قصبہ کا سپیشل مجسٹریٹ بنا دیا گیا۔

کچھ ہفتے گذر گئے لیکن مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں کوئی مقدمہ نہ آیا۔ آخر کار ایک دفعہ رات کے وقت بندوق کے دو فائر سُنائی دیئے۔ مجسٹریٹ صاحب نے چند سپاہی اس طرف دوڑائے جس طرف سے آواز آئی تھی۔ پولیس ایک قریب کے آدمی کو پکڑ لائی۔ اور اُسے حوالات میں بند کر دیا۔

دُوسرے دن اصل قاتل نے خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ مجسٹریٹ صاحب نے حکم دیا کہ اسے بھی حوالات میں بند کیا جائے۔ اور دونوں ملزموں کو دوسرے دن عدالت میں پیش کیا جائے۔

اسی دن مجسٹریٹ صاحب کو مذاق کرنے کی سُوجھی اور انہوں نے ایک ترکیب سوچ کر حکم دیا۔ کہ پھانسی کے تمام انتظامات مکمل کر دیئے جائیں۔ کیونکہ کل ایک شخص کو پھانسی دی جائے گی۔ پھانسی کے انتظامات مکمل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر دیئے گئے۔

دُوسرے دن مجسٹریٹ صاحب پہلی مرتبہ کرسئ عدالت پر جلوہ افروز ہوئے۔ پہلے قاتل کو عدالت میں پیش کیا گیا۔جس نے اقبال جُرم کیا۔ اور کہا کہ مینے اپنی بیوی کو اس لئے مارا ہے۔کہ وہ ڈاکو اور خونی تھی۔ اور کئی بار پہلے بھی خون کر چکی تھی۔ اور اب اپنے خاوند کو مارنا چاہتی تھی۔ اتفاق سے مجسٹریٹ صاحب بھی اس عورت سے واقف تھے۔ انہوں نے فیصلہ میں لکھا کہ "چونکہ عورت پبلک کے لئے ایک مصیبت تھی۔ اسلئے قاتل نے اسے قتل کر کے ایک بڑی خدمت انجام دی ہے میں ملزم کو بری کرتا ہوں"۔

اس کے بعد دُوسرے ملزم کو پیش کیا گیا۔ جس کے خلاف اب اس قدر الزام تھا کہ اس کے پاس بندوق کا لائسنس نہیں تھا۔ اور بندوق برآمد ہوئی تھی۔

ریلوے افسر نے اسے جرم کی نوعیت اور اہمیت سے آگاہ کیا۔ اور پھر کہنا شروع کیا:۔

"تمہیں ضرور سزا ملنی چاہیئے۔ پچھلی رات پھانسی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ کیونکہ ایک قاتل کو پھانسی دی جانے والی تھی۔ لیکن عدالت نے اُسے بری کر دیا ہے۔ پھانسی کے انتظامات میں گورنمنٹ کو بہت کچھ خرچ کرنا پڑا ہے۔ اس لئے میں پھانسی کو بغیر استعمال کرائے ہوئے نہیں رہ سکتا۔ اس لئے میں تمہیں پھانسی . . . . "

ابھی عدالت نے اپنے الفاظ ختم نہیں کئے تھے کہ ملزم کا چہرہ فق ہو گیا اور وہ نیچے گر پڑا۔ حاضرین نے سمجھا کہ بیہوش ہو گیا ہے۔ لیکن پاس جا کر معلوم ہوُا کہ وہ مر گیا تھا۔

ریلوے افسر نے بعد میں بیان کیا کہ مَیں نے اس کے ساتھ صرف مذاق کیا تھا۔ کہ اسے اس طرح ڈرا کر تنبیہ کر دوں۔ لیکن اس کے مذاق نے غریب کی جان لے لی۔

کانپور کا واقعہ ہے کہ ایک حلوائی اور ایک کارخانہ دار کی دوستی تھی۔ کارخانہ دار نے حلوائی کے سامنے دعویٰ کیا۔ کہ وہ ایک وقت میں پانچ سیر رس گلے کھا سکتا ہے۔ حلوائی نے اس پر پچیس روپے کا انعام دینے کا وعدہ کیا۔ کارخانہ دار مان گیا۔

چنانچہ پانچ سیر رس گلے کارخانہ دار کے سامنے رکھ دیئے گئے۔ اور اُس نے ایک ایک کر کے کھانے شروع کئے۔ آخر بڑی مشکل سے اُس نے سارے رس گلے کھا لئے۔ اور شرط جیت گیا۔ اور روپے لے کر خوشی خوشی گھر چلا گیا۔ لیکن دوسرے دن وہ ایسا سخت بیمار پڑ گیا۔ کہ اُسے ہسپتال لے جایا گیا۔ لیکن ڈاکٹری امداد سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوُا۔ اور اُس نے آخر تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ اس طرح محض ایک مذاق اور شیخی کیوجہ سے ایک غریب کی جان گئی۔

ان واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مذاق نفسیاتی لحاظ سے کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ مذاق کرنے والے کو چاہیئے۔ کہ وہ خاص احتیاط سے کام لے اور کسی شخص کے ساتھ اس قسم کا مذاق نہ کرے جو بجائے ہنسی خوشی کے زحمت کا باعث بنجائے۔ (ماخوذ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکبّر سے بچو؟

تکبر اللہ تعالیٰ کو قطعی طور پر ناپسند ہے۔ دیکھو ابلیس نے تکبر کیا تو اس کا کیا حشر ہوا۔ پس چاہیئے کہ غرور اور تکبر کو بالکل ترک کر دیا جائے۔ اور اپنے اندر عجز اور انکسار پیدا کیا جائے۔ تعجب ہے کہ انسان کو اس بات کا علم ہی نہیں کہ اس نے کتنے عرصہ تک زندہ رہنا ہے اور کب مرنا ہے۔ وہ پانی کے بلبلہ کی مانند ہوتا ہے جو چند منٹ کے بعد خود بخود بیٹھ جاتا ہے۔ جب انسان اس قدر بےبس اور لاچار ہے تو پھر غرور کس بات کا؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

کبر و غرور چھوڑ دو تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولا اسی میں ہے

ایک اور شعر میں فرماتے ہیں:۔

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غفور کو

پس چاہیئے۔ کہ ہم تکبّر سے بچیں۔ اور اپنے اندر عجز اور انکسار پیدا کریں۔ (مطلوبہ خاتون زہرہ آف میرٹھ حال قادیان)

رپورٹ لجنہ اماءاللہ شہر سیالکوٹ

اپریل ۱۹۳۹ء سے مارچ ۱۹۴۰ء تک لجنہ اماء اللہ شہر سیالکوٹ کے زیر اہتمام تیرہ جلسے منعقد ہوئے۔ سیّدہ شوکت صاحبہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات الفضل سے پڑھ کر سُناتی رہیں۔ اسی طرح انصار اللہ کی ممبرات نے بھی حسب ضرورت مفید مضامین سُنائے۔

۲۳؍ اپریل احمدیہ گرلز سکول کے چودھویں سالانہ اجلاس میں سیّدہ رفعت صاحبہ نے سکول کی تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے بہنوں کو توجہ دلائی۔ کہ یہ بچیوں کے لئے بہترین درسگاہ ہے۔ بہنوں کو اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں اس جگہ تعلیم دلوانی چاہیئے۔ مڈل جماعت سے فارغ ہونے والی لڑکیوں نے بھی اپنے لکھے ہوئے مضامین نماز، اخلاق، ادب، سچائی، حقوق والدین اور زکوٰۃ وغیرہ عنوانات پر حاضرات کو پڑھ کر سُنائے۔ ایک لڑکی نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ یہاں کون کونسے مضمون پڑھائے جاتے ہیں۔ سیّدہ مسرت اور مجیدہ نے اور سیّدہ امۃ السلام اور سیدہ آسیہ سمیع نے مناظرے کئے۔ پریذیڈنٹ صاحبہ نے بچوں کی تربیت اور اصلاحِ نفس وغیرہ امور پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ وقفہ میں لڑکیوں نے نظمیں پڑھیں اور بعد ازاں دینیات میں اوّل، دوم اور سوم رہنے والی لڑکیوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔

لجنہ اماء اللہ کے جلسوں میں سیّدہ شوکت صاحبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ باقاعدہ سُناتی رہیں۔ بعض لڑکیاں بھی مذہبی و اخلاقی مضامین پڑھتی رہیں۔ پریذیڈنٹ صاحبہ قرآن مجید کی بعض آیات کا ترجمہ اور مفہوم بیان کر کے بنی نوع انسان سے ہمدردی صحابہ کرام کے نمونے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں اور ان کا ظہور۔ حقوق اللہ حقوق العباد۔ نماز کی پابندی۔ روزہ کے فوائد۔ دُعاء کے برکات۔ غرباء کی مدد۔ یتیموں اور بیواؤں سے ہمدردی۔ زکوٰۃ کی اہمیت۔ چندہ جوبلی فنڈ و توسیع مساجد اور چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتی رہیں۔ اسی طرح سچائی۔ تقویٰ۔ تربیت اولاد۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جھوٹ سے پرہیز وغیرہ عنوانات پر انہوں نے تقاریر فرمائیں۔ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں میں یوم التبلیغ عمدگی سے منائے گئے۔ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے غرباء کو مدد بھی دی گئی۔ چنانچہ دو مفلس اور بیکس خاندانوں کی امداد جاری ہے۔

چندہ تحریک جدید۔ توسیع مساجد۔ جوبلی فنڈ اور جلسہ سالانہ کا چندہ سو فیصدی سیالکوٹ کی بہنوں نے ادا کر دیا ہے۔ لجنہ کے متعدد جلسوں میں زیادہ تر سکول کی حالت پر غور و خوض ہوتا رہا۔

اس وقت سکول میں ۳۰ لڑکیاں زیر تعلیم ہیں اور دس اُستانیاں کام کر رہی ہیں۔ دوسرے مضامین اور دینیات میں سکول نے قابلِ تعریف ترقی کی ہے۔

(زینب سکرٹری لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ شہر)

بزمِ مصباح

ا۔ چاندی کے برتن اگر خراب ہو گئے ہوں۔ تو کیسے صاف کئے جا سکتے ہیں۔ کوئی بہن مطلع فرمائیں۔

ب۔ اگر کسی بہن کو گوٹہ ورک آتا ہو تو بذریعہ مصباح ترکیب سے اطلاع دیں۔

ج۔ رنگدار فرش اگر سفیدی مائل ہو جائے۔ تو اسے صاف کرنے کی کیا ترکیب ہے۔

د۔ دستکار بہنوں کی خدمت میں عرض ہے کہ ایمرائیڈری کی بجائے اور کاموں مثلاً تشنائل ورک۔ کراس اسٹچ ورک۔ جالی ورک اور اونی کام کے متعلق بھی کچھ تحریر فرمایا کریں۔ تاکہ ایسے کاموں سے ناآشنا بہنیں بھی فائدہ اُٹھا سکیں۔ ایمرائیڈری تو آجکل سب کو آتی ہے۔ اور عام ہے۔

ہ۔ میرے چھوٹے بھائی کے کان بچپن سے بہتے ہیں۔ کبھی کبھار بند ہو جاتے ہیں اور کبھی پھر بہنے لگتے ہیں اور درد ہونے لگتا ہے۔ کیا کوئی بہن آزمودہ نسخہ بتا سکتی ہیں۔ (ش۔ الف۔ سیالکوٹی)

و۔ محترمہ مطلوبہ خاتون صاحبہ آف میرٹھ نے اپنی ماموں زاد بہن کے ہاں لڑکا تولد ہونے کی خوشی میں ایک روپیہ اس غرض کے لئے ارسال کیا ہے کہ اس سے کسی نادار بہن کے نام چھ ماہ کے لئے مصباح جاری کر دیا جائے۔ سو مصباح کے مطالعہ کا شوق رکھنے والی اگر کوئی نادار بہن یہ چاہتی ہوں۔ کہ ان کے نام مصباح جاری کر دیا جائے۔ تو وہ اپنی درخواست دفتر مصباح میں بھجوا دیں۔ (مینجر)

لذیذ حلوہ

دھوئی ہوئی ماش کی دال ایک سیر گھی ایک سیر۔ دودھ تین پاؤ۔ کھانڈ نصف سیر مغز بادام ایک پاؤ۔ پستہ ایک پاؤ۔ کشمش ۵ تولہ۔ الائچی خورد ۲ تولہ مغز ناریل ایک پاؤ۔ ترکیب۔ دال میں دودھ ڈالکر دیگچی کو چولھے پر چڑھا دیں۔ جب دال گل جائے تو باریک پیس لیں پھر دیگچی میں گھی ڈالکر پہلے کشمش تل لیں اور نکالکر علیحدہ رکھدیں۔ پھر الائچی کوٹ کر بقیہ گھی میں ڈالدیں۔ پھر پسی ہوئی دال ڈالدیں اور اسے بھونیں یہانتک کہ وہ سُرخ ہو جائے۔ پھر اسمیں کھانڈ بادام پستہ گری اور کشمش ڈالدیں۔ جب کھانڈ حل ہو جائے۔ تو اتار کر کسی ٹرے وغیرہ میں جمالیں۔ خوشبو کیلئے کیوڑہ بھی ڈال لیں۔ چاندی کے ورق بھی خوبصورتی کیلئے لگائے جا سکتے ہیں۔ آخر میں قتلے کاٹیں اور ٹھنڈا ہونے پر کھائیں۔ بہت لذیذ حلوہ بنتا ہے۔ (نسیم بیگم [illegible])

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشہور دائی مائی بیگم کے پچاس سالہ تجربہ کا نچوڑ

مصوّرین رجسٹرڈ

یعنی

اکسیر سیلان الرّحم

یہ اکسیری دوا عورتوں کی عام جسمانی صحت کو ٹھیک کرنے کے علاوہ اُن کی بہت سی شکایتوں کو رفع کر دیتی ہے مثلاً سیلان الرحم جریان الرحم لیکوریا یعنی سفید یا زرد رطوبت کا خارج ہونا جس کی وجہ سے عورتیں بہت کمزور ہو جاتی ہیں۔ کمر میں درد رہتا ہے۔ اور آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے۔ کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ ان کے لئے یہ دوا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اور صرف دو ہفتہ دوا کا استعمال اس نامراد بیماری کو جڑھ سے اکھاڑ کر ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیتی ہے۔

ہمارا دعوےٰ ہے کہ اگر ہر ایک بچہ پیدا ہونے کے بعد اس دوا کو دو ہفتہ تک استعمال کرے تو اس کی تمام خرابیاں جو کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد عموماً ہو جایا کرتی ہیں رفع ہو جاتی ہیں اور دوشیزگی کی مکمل کیفیت اس دوا سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اندرونی کیفیت میں بالکل نیا تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ خدائی قدرت ہے دوا میں عجیب تاثیر دکھائی ہے۔ زیادہ تعریف مانع اخلاق ہے۔ عقلمند را اشارہ کافی است۔ ایام حمل میں جنین کی محافظ اور خون کو بند کرتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوگا۔ قیمت پندرہ دن کی دوائی صرف دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

نوٹ:۔ عورتوں کی تمام پوشیدہ امراض کا علاج مفصل حالات آنے پر نہایت غور سے کیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں صرف عورتیں ہی خط و کتابت کریں جو کہ بالکل پوشیدہ رکھی جاتی ہے۔

جواب کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

دوائی ملنے اور خط و کتابت کا پتہ

مشہور دائی مائی بیگم جالندھر شہر (پنجاب)

وصیتیں

نمبر ۵۵۵۹:۔ منکہ نذیرہ بیگم زوجہ ڈاکٹر محمد رمضان صاحب قوم جٹ باجوہ عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن ہنگو تحصیل ہنگو ضلع کوہاٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۱/۴۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اسوقت میری کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے اور نہ کوئی ماہوار یا سالانہ آمد ہے۔ صرف حسب ذیل منقولہ جائیداد ہے۔

(۱) حق مہر تعدادی مبلغ دو ہزار روپیہ جو تاحال بذمہ میرے خاوند صاحب کے ہے۔

(۲) قیمت اسباب جہیز و زیور وغیرہ تعدادی مبلغ ایک سو پچاس روپے۔ کل میزان جائیداد ۔/۲۱۵۰

میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصول کرلے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد میرے مرنے پر میری ثابت ہو تو اس کے متعلق بھی مَیں انجمن مذکور کو اختیار دیتی ہوں۔ کہ اس کا بھی دسواں حصہ وصول کرلے۔ اگر مَیں کوئی رقم بطور حصہ جائیداد اپنی زندگی میں حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو وہ رقم بوقت وصولی مجرا کرلی جاوے۔ العبدہ۔ نذیرہ بیگم زوجہ ڈاکٹر محمد رمضان صاحب بقلم خود۔ گواہ شد فضل احمد موصی نمبر ۲۷۸۱ والد موصیہ۔ گواہ شد محمد رمضان میڈیکل ہال ہنگو خاوند موصیہ۔

نمبر ۵۵۷۰:۔ منکہ جیواں بیوہ میاں نبی بخش صاحب قوم جٹ رندھاوا عمر ستر سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن بٹالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ ۱/۴۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے پاس اسوقت دو ڈنڈیاں طلائی وزنی ایک تولہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نو ماشہ ۳ رتی قیمتی اندازاً ستر روپے کی ہیں۔ اور مبلغ ۵۳ روپے نقد ہیں۔ کل یکصد روپیہ ہوا۔ میں اس کے ساتویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور مبلغ چودہ روپے نقد ادا کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اس کے علاوہ اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۷ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی + العبدہ:۔ نشان انگوٹھا جیواں بٹالہ +

گواہ شد:۔ حاجی مفتی گلزار محمدؐ بقلم خود بٹالہ +

گواہ شد:۔ سعد محمدؐ ولد نبی بخش بٹالہ بازار ٹبہ بقلم خود +

نمبر ۵۵۷۳:۔ منکہ ممتاز بیگم زوجہ پیر اکبر علی صاحب ایڈوکیٹ قوم انصاری عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن فیروزپور شہر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ہش مطابق ۱۱ فروری ۱۹۴۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) ایک مکان رہائشی واقع مال روڈ فیروزپور شہر جو کہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے بعوض حق مہر مبلغ دس ہزار روپیہ ملا ہے۔

(۲) ایک ٹکڑا زمین جو کہ مکان مذکورہ سے ملحق ہے۔ اور میرا اپنا زر خرید ہے۔ مالیت تین ہزار چھ سو پچاس روپے۔

(۳) میری منقولہ جائیداد از قسم زیورات ہے۔ جنکی مجموعی قیمت -/۱۵۰۰ روپے ہے۔ میں وعدہ شرعی کرتی ہوں۔ کہ مندرجہ بالا جائیداد کے دسویں حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہے جس کے نام کہ میں یہ وصیت کرتی ہوں۔

اگر میری وفات پر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان وارث ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی حصہ وصیت کی رقم میں سے ادا کر دوں۔ تو وہ کل رقم میں سے منہا سمجھا جائے گا۔ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو میری جائیداد میں سے دسویں حصہ کی وصولی کا اختیار ہوگا۔ سوائے اس رقم کے جو میں اپنی زندگی میں اس مد میں سے ادا کر دوں + العبدہ:۔ ممتاز بیگم +

گواہ شد:۔ صلاح الدین ولد پیر اکبر علی صاحب ایڈوکیٹ +

گواہ شد:۔ اکبر علی +

نمبر ۵۵۶۱:۔ منکہ امینہ بیگم فرحت زوجہ عبدالرحمن خانصاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پیدائشی احمدی قوم بلوچ ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۲/۴۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے:۔

زیورات جن کی مالیت -/۱۶۰ روپے ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ہار وزنی تین تولہ قیمتی -/۱۲۰ روپے۔ دو جوڑی بُندے وزنی ایک تولہ قیمتی -/۴۰ روپے۔ اس کل رقم میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کر کے اس وقت دسواں حصہ مبلغ سولہ روپے ادا کرتی ہوں۔ باقی مہر -/۵۰۰ روپے جو ابھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے نہیں ملا۔ میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور مبلغ عہ روپیہ چندہ شرط اوّل اور مبلغ عہ برائے اعلان وصیت بھی ادا کر رہی ہوں۔

العبدہ:۔ امینہ بیگم فرحت بقلم خود۔ گواہ شد:۔ پیر منظور محمدؐ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عبدالرحمٰن خان خاوند موصیہ۔

گواہ شد:۔ عبدالوہاب عمر۔

نمبر ۵۵۲۴:۔ منکہ عنایت بیگم زوجہ بابو محمد بشیر صاحب قوم بھٹی عمر تیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۴۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اسوقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں۔ مگر میرا مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ تمامتر میرے خاوند بابو محمد بشیر صاحب ولد بابو روشن دین صاحب مرحوم ساکن سیالکوٹ کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ نیز میرے زیورات مبلغ پانصد روپیہ میرے خاوند مذکور نے مجھ سے بطور قرض لئے ہوئے ہیں۔ اس تمام رقم مبلغ ایک ہزار پانصد روپیہ کی جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

العبدہ:۔ عنایت بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ نیاز محمدؐ ولد میاں محمدؐ بخش صاحب مرحوم انسپکٹر پولیس میرپور خاص سندھ۔

گواہ شد:۔ محمد بشیر چغتائی ولد بابو روشن دین صاحب مرحوم منیجر اے۔ ڈی۔ پال برادرس جمشید پور۔

نمبر ۵۵۷۶:۔ منکہ عائشہ بیگم زوجہ غلام سرور صاحب قوم اوان عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور حال کوئٹہ صوبہ بلوچستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲/۴/۴۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد اس وقت مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جو میرے خاوند غلام سرور صاحب کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ زیور طلائی کانٹے ایک جوڑی وزنی دس ماشہ قیمتی تقریباً چالیس روپے۔ ایک عدد منڈی وزنی چھ ماشے قیمتی تقریباً بیس روپے کل زیور قیمتی مبلغ ۶۰ ساٹھ روپے ہے۔ اس طرح میری جائیداد کل ۱۰۶۰/- روپے کی بنتی ہے۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات کے بعد میری کل جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر اس جائیداد کے علاوہ کوئی اور بھی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں بفضل خدا کوشش کرونگی۔ کہ حصہ وصیت اپنی زندگی میں ادا کردوں۔ اس لئے جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کردوں اس کو میرے حصہ وصیت سے منہا کر دیا جائے۔ اگر حصہ وصیت کا کل یا اس کا کوئی حصہ میری زندگی میں ادا نہ ہو۔ تو میرے خاوند غلام سرور صاحب ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور ادائیگی کے ذمہ وار ہوں گے۔ اس کے علاوہ مجھے مبلغ دو روپے ماہوار اپنے خاوند سے بطور جیب خرچ کے ملتے ہیں۔ میں اس کا ۱/۸ حصہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہونگی۔

العبدہ:۔ عائشہ بیگم زوجہ غلام سرور کوئٹہ۔ گواہ شد:۔ عبدالمجید علاجہ سکرٹری وصایا کلرک آرسنل کوئٹہ۔ گواہ شد:۔ غلام سرور ایم۔ آر۔ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ کوئٹہ۔

نمبر ۵۵۹۸:۔ منکہ سردار بیگم زوجہ بابو غلام حیدر قوم اوان پیشہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

72

ملازمت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱/۳۹-۱۷ احسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

اسوقت میری جائیداد کوئی نہیں صرف مہر دوصد روپیہ ہے جو بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ اسکے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ یہ مَیں اپنی زندگی میں مبلغ للعہ۴۰ روپے انشاء اللہ ادا کردونگی۔

میری وفات کے بعد اگر اس سے زائد جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۱۱/۳۹-۱۷ العبدہ:۔ سردار بیگم بقلم خود + گواہ شد:۔ غلام حیدر پوسٹل پنشنر خاوند موصیہ محلہ دارالرحمت قادیان + گواہ شد:۔ مرزا محمد حسین سکرٹری وصایا محلہ دارالرحمت قادیان +

نمبر ۵۰۳۵:۔ منکہ امۃ الرحمٰن زوجہ ڈاکٹر احمد دین صاحب عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان حال کملی افریقہ ضلع جنجہ۔ یوگنڈا۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۳۷-۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اس وقت سوائے حق مہر اور زیورات کے اور کوئی جائیداد نہیں۔ حق مہر ایک ہزار روپیہ یعنی ۱۵۰۰/- شلنگ۔ اور زیورات قیمتی دو ہزار روپیہ یعنی ۳۰۰۰/- شلنگ مالیت کل ہے۔ مَیں اپنی اس ملکیت کی ۱/۸ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتی ہوں۔ اور یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر بوقت وفات میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر کوئی رقم حصہ وصیت کی ادائیگی کے سلسلہ میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کر کے رسید حاصل کرلوں تو یہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میرا حق مہر میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ فقط والسلام

العبدہ:۔ امۃ الرحمٰن بقلم خود + گواہ شد:۔ ڈاکٹر احمد دین احمدی پنشنر خاوند موصیہ کملی + گواہ شد:۔ شیخ مبارک احمد عفی عنہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ +

نمبر ۵۰۳۹:۔ منکہ امیر بیگم زوجہ مہاشہ محمد عمر صاحب قوم راجپوت بھٹی عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالبرکات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۳۹-۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد اسوقت مبلغ ۵۰۰/- روپیہ مہر ہے جو کہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے + اس کے علاوہ ایک مشین ہے اور ایک طلائی کانٹوں کی جوڑی جن کی قیمت ۱۲۵/- روپیہ ہے۔ یعنی ۱۰۰/- روپیہ کی مشین اور ۲۵/- روپیہ طلائی کانٹوں کے ہیں۔ ان سب کے ۱/۸ حصہ کی وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات کے بعد انجمن میری جائیداد کے ۱/۸ حصہ کی وارث ہوگی۔ نیز اگر میری وفات کے بعد میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو جائے۔ تو انجمن اسکے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک ہوگی +

الامۃ:۔ امیر بیگم + گواہ شد:۔ رحمت اللہ واثق احمدی قادیان + گواہ شد:۔ کرم علی کاتب + گواہ شد:۔ مہاشہ محمد عمر مولوی فاضل خاوند موصیہ +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نرگس کا خوشہ

پتیاں ہلکے سبز رنگ سے نمبر ۲ (پھول کا حصہ) سفید۔ نمبر ۱ (پھول کا حصہ) سلیٹی یا زرد رنگ سے کاڑھیں۔ اگر دھاگے کا نمبر ۱۲ ہو تو زیادہ موزون ہوگا۔ اگر ڈی۔ ایم۔ سی کی گچھیوں سے بنایا جائے تو بھی اچھا معلوم ہوگا

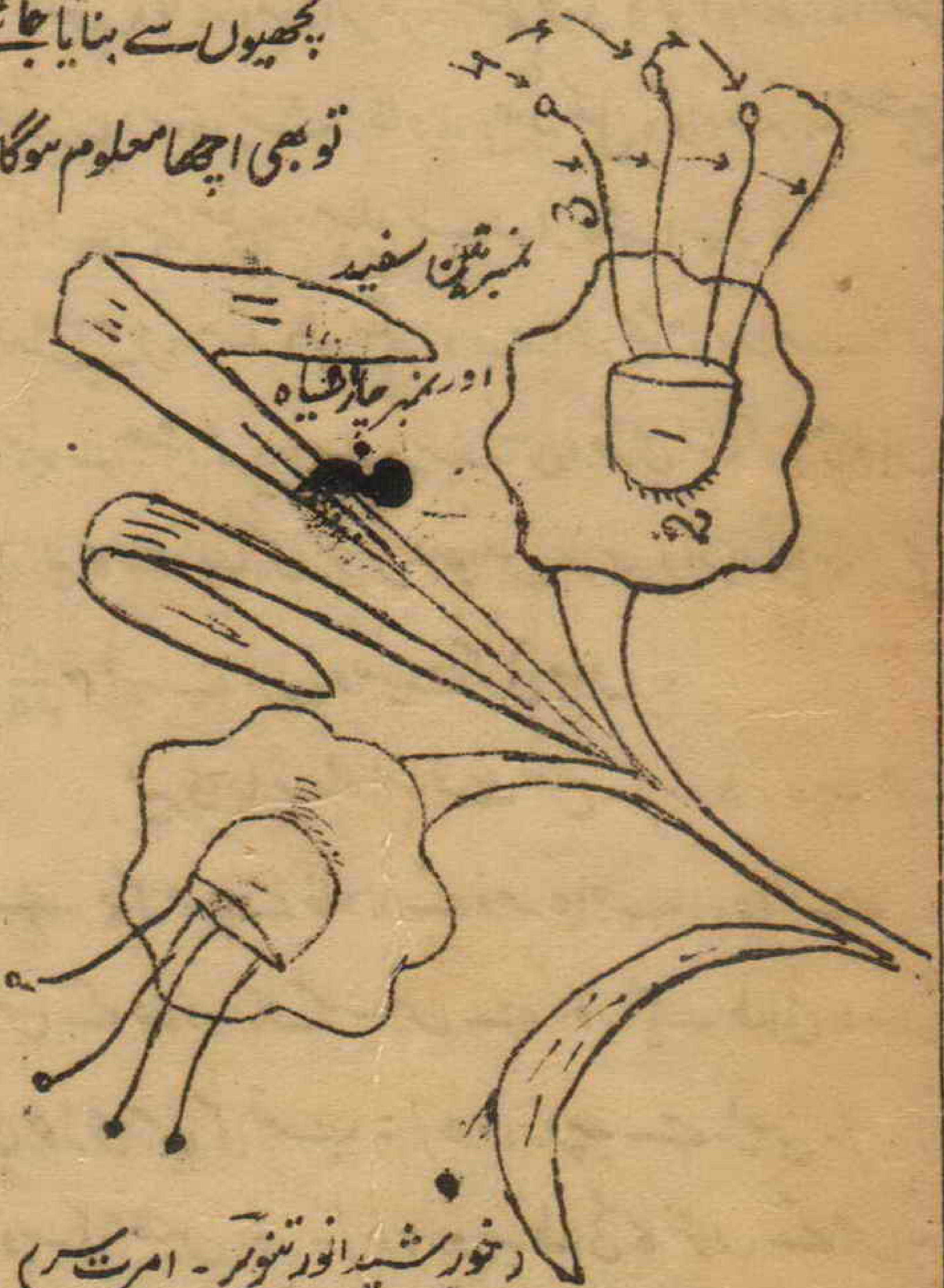

(خورشید انور تنویر۔ امرتسر)

دلفریب بیل

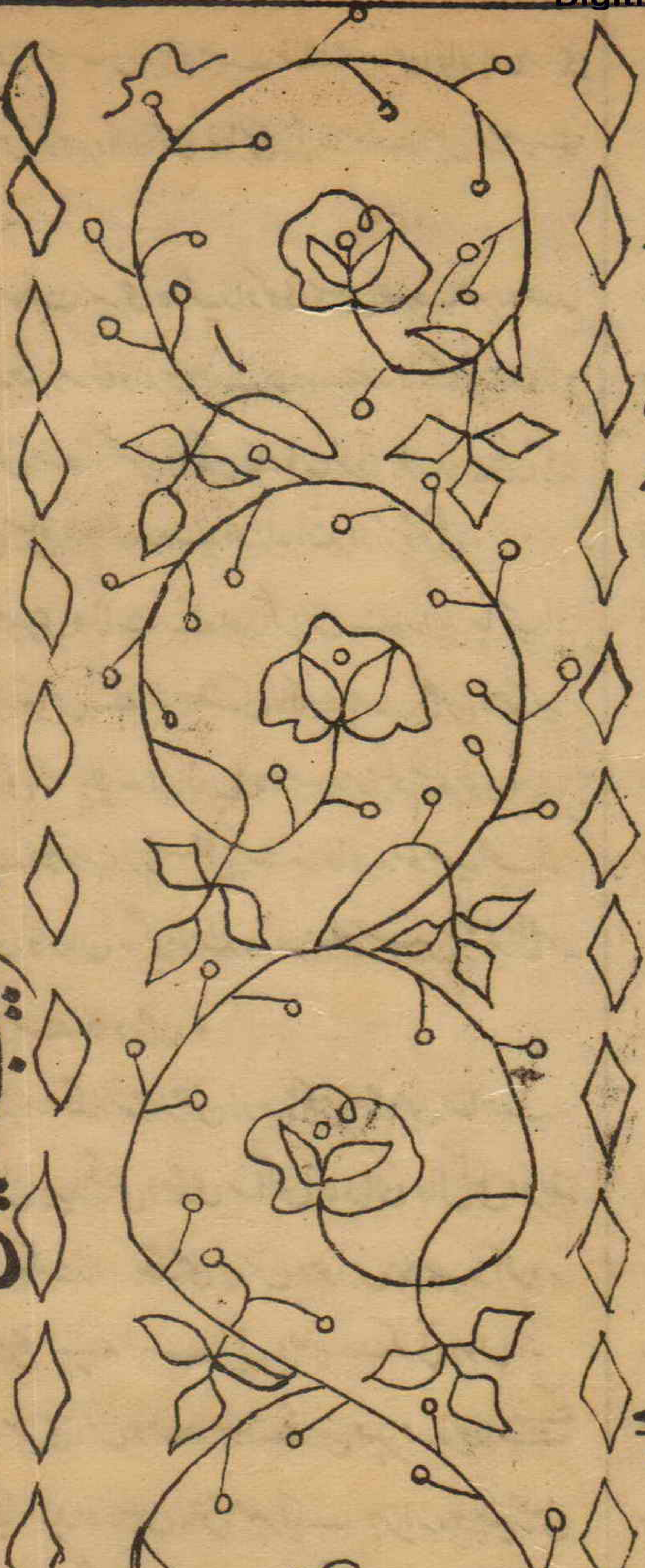

ترکیب:۔ پہلے بنی ہوئی کلابتون بیل پر سفید تاگے سے ٹانک لیجئے۔ پھر گلاب گلابی تاگے سے پتیاں سبز دھاگے سے۔ باقی خار نما لکیروں پر سبز سلمہ کے ٹکڑے قطع کر کے ایک ایک سبز موتی کے ساتھ لگا دیجئے۔ بالائی حصہ پر تین سبز تین سرخ پتیاں لگا دیجئے۔ بیل تیار ہے۔

(امتہ الرشید زہرہ درجہ ثالثہ دینیات کلاس)